REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ — شمارہ ۱۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضلی

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ

سالانہ ۷۵ روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲ شوال ۱۴۱۱ ہجری — ۱۸ شہادت ۱۳۷۰ ہش — ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ۔

حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولّی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

" اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان نِعم المولیٰ و نِعم النصیر و نِعم الوکیل ہے۔ دُنیا اور دُنیا کی مددیں اُن لوگوں کے سامنے کالمیّت ہوتی ہیں۔ اور وہ مُردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ لیکن دُنیا کو دُعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولّی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل سچ ہے هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف: ۱۹۷) اللہ تعالیٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دُوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے۔ اس لئے کہ وقت نصرتِ الٰہی کا تھا۔ اُس کو تلاش کرتے تھے کہ وہ کس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے۔ در اصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا بلکہ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ (الصّف: ۱۵) کہہ کر وہ اُس نصرت کا استقبال کرنا چاہتا ہے۔ اور ایک فرطِ شوق سے بیقرار دل کی طرح اس کی تلاش میں رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰۷ - ۱۰۸)

ضروری تصحیح

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء میں سعودیوں کے مکّہ اور مدینہ میں داخل ہو کر وہاں قتلِ عام کرنے اور مقاماتِ مقدسہ کو منہدم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اس واقعہ کے ۱۹۰۳ء میں رُونما ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۰۳ء کا نہیں بلکہ ۱۸۰۳ء کا ہے۔

اسی طرح ۱۸۱۳ء میں شریفانِ مکّہ کے اس علاقے کو سعودیوں سے خالی کروانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ علاقہ شریفانِ مکّہ نے نہیں بلکہ محمد علی پاشا آف مصر نے سعودیوں سے خالی کروایا تھا۔ احباب ان ہر دو مقامات پر یہ تصحیح نوٹ فرمالیں کہ آلِ سعود کے ہاتھوں مکّہ اور مدینہ کی بے حرمتی ۱۸۰۳ء میں ہوئی اور پھر اس علاقہ کو سعودیوں سے خالی کروانے کا کام محمد علی پاشا آف مصر نے ۱۸۱۳ء میں سرانجام دیا۔

(یہ خطبہ جمعہ بدر کی ۳۱ جنوری کی اشاعت میں طبع ہو چکا ہے۔ صفحہ ۲ کالم نمبر ۱، ۲ پر احباب کرام اس کے مطابق تصحیح فرمالیں)

(۲) ۱۵ فروری ۱۹۹۱ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے PROTOCOLS OF THE ELDERS OF ZION. کے ضمن میں ہینری فورڈ کا ذکر فرمایا تھا اور بتایا تھا کہ "یہ امریکہ کے پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں اور فورڈ کمپنی کے بانی مبانی ہیں"۔ اس سلسلہ میں احباب یہ درستی نوٹ فرمالیں کہ "یہ ہینری فورڈ امریکہ کے پریذیڈنٹ نہیں رہے البتہ فورڈ کمپنی کے بانی مبانی تھے"۔

(حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ "بدر" ۱۴ مارچ ۱۹۹۱ء میں طبع ہو چکا ہے اس کے صفحہ ۔۔ پر اس کے مطابق احبابِ کرام تصحیح فرمالیں)۔ ——— (ایڈیٹر)

محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کیلئے

تازہ اعزاز

ڈاکٹر عبد السلام صاحب جو نظریاتی طبعیات کے بین الاقوامی مرکز ٹریسٹے کے ڈائریکٹر اور تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنس کے صدر ہیں کو سپین کے بادشاہ جان کیروس کی طرف سے کیٹالونیا پرائز (CATALONIA PRIZE) دیا گیا ہے ۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا

سوواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء منعقد ہو گا!

احباب جماعتہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ رشہادت ۱۳۷۰ ہش

تبصرہ

نام کتاب ——— جدید علمِ کلام کے عالمی اثرات
مصنف ——— محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخِ احمدیت ربوہ
تاریخ اشاعت ——— اکتوبر ۱۹۹۰ء
صفحات ——— یکصد ساٹھ (۱۶۰)
قیمت ——— درج نہیں

مصنفِ محترم کا نامِ نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ "تاریخِ احمدیت" کا متعدد جلدوں میں نہایت خوشنما انداز سے طبع ہو کر منظرِ عام پر آنا آپ کا عظیم کارنامہ ہے جس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے — ایسا کارنامہ جس نے مصنف کو تاریخِ عالم میں ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ہے، بعض منازلِ ممات طے کرنے سے ہی انجام دیا جا سکتا ہے۔ حبذا من قال ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کی راہ میں
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

مورخِ احمدیت کی زیرِ تبصرہ تصنیف بھی نہایت لطیف و دلکش اور حقائق سے مرصع اچھوتے انداز میں منصّہ شہود پر آئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدید علمِ کلام کا تجزیہ تین پہلوؤں سے پیش کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پیش فرمودہ جدید علمِ کلام نے گزشتہ صدی میں اقوامِ عالم پر نہایت دُور رس اور زبردست اثرات ڈالے ہیں جو اصولی طور پر تین پہلوؤں پر مشتمل ہیں:-

اوّل: غیر شعوری اثرات۔
دوم: عملی اثرات۔
سوم: نظریاتی اثرات۔" (صہ)

انہی اثرات کے عنوانات کے تحت آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تحریرات کے ضمن میں عصرِ حاضر کے مدبرینِ عالم کے تاثرات نہایت حُسن و خوبی سے اثر انگیز انداز میں پیش کر دیئے ہیں۔

ایک مورخ کی حیثیت سے جس تحقیق و تدقیق کے ساتھ باموقعہ حوالے پیش کرنے کا جو ملکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے وہ زیرِ تبصرہ تصنیف میں بھی ظاہر و عیاں ہے۔

آخر میں قابل مصنّف نے بطورِ ضمیمہ "اکنافِ عالم میں احمدیت کا چرچا" کے زیرِ عنوان ایک معزز غیر احمدی سیاح خان بہادر شیر جنگ صاحب آفیسر سروے آف انڈیا کے قلم سے نہایت رُوح پرور چشم دید واقعات درج فرمائے ہیں وہ بھی حیرتناک اور بصیرت افروز ہیں۔

تفصیلات میں جانے کا تو یہ موقعہ نہیں ہے۔ بقول مُشتے از خروارے، ایک مختصر حوالہ پیشِ خدمت ہے جو "عملی اثرات" کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا:-

"بنگلور کے ایک فرض شناس اور علم دوست ایڈووکیٹ جناب اے۔ جے خلیل صاحب نے مدیر صدق جدید کے نام ایک خط میں لکھا:-

"یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیامِ الٰہی کی چار دانگِ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت ہی کوتاہ ہیں۔ مَیں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلامِ الٰہی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و اشاعت میں مصروف ہوں۔ لیکن خود میرے اُوپر قادیانیت کا الزام لگا۔ اور ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہُوا کہ قرآنی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کام تو بس قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں۔"

جناب خلیل صاحب کے خط کے اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعتِ قرآنی کے جُرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابلِ رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغۂ امتیاز ہی خدمتِ قرآنی یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے۔" (صدقِ جدید ۲۲ دسمبر ۱۹۶۰ء بحوالہ زیرِ تبصرہ تصنیف صہ)

یہ سمجھنے کی بات ہے پیارے

کیا حسیں کائنات ہے پیارے   پُر شکوہ تیری ذات ہے پیارے
لمحہ لمحہ ہے امتحان یہاں   ہر قدم پُلصراط ہے پیارے
کھُل کے کہنے کی کس میں طاقت ہے   رازِ پنہاں کی بات ہے پیارے
ذکر تیرا نبات سے شیریں   فکرِ آبِ حیات ہے پیارے
یہ رکوع و سجود ہے معراج   اشکِ سحری رباط ہے پیارے
ذرّے ذرّے میں جلوۂ قدرت   مومنوں کی صلوٰۃ ہے پیارے
حُسن تیرا گلوں میں ہے جن کی   عنبریں پات پات ہے پیارے
مشعلیں آسماں پہ روشن ہیں   کس حسیں کی برات ہے پیارے
رقصِ انجم کا یہ حسیں منظر   دیدنی ساری رات ہے پیارے
کس کے حق میں یہ اہتمام ہے آج   ہر کہیں جس کی بات ہے پیارے
کس کی خاطر یہ کائنات بنی   کوئی روشن صفاتؐ ہے پیارے
عرش والوں کا میہماں اِم شب   سیّد السّاداتؐ ہے پیارے
مُلکِ رُوحانیت کی رونق کا   جو کہ وجہِ ثبات ہے پیارے
نُورِ ساطع ہمیشہ دن اور رات   جس کا چاروں جہات ہے پیارے
سیّد الخلق، صاحبِ خاتمؐ   فخرِ موجودات ہے پیارے
تا قیامت حیات آپؐ کی ہی   ذاتِ والاصفات ہے پیارے
ظلِّ موعود خیرِ اُمّت میں   باعثِ صد نشاط ہے پیارے
بدرِ کامل اُفق پہ مشرق کی   صاحبِ معجزات ہے پیارے
چاند، سُورج سے نُور لے کر ہی   ناشرِ لامعات ہے پیارے
روز و شب چاند اور سُورج میں   اِک حسیں ارتباط ہے پیارے

اصل سے ظل جُدا نہیں ہوتا
یہ سمجھنے کی بات ہے پیارے

محتاجِ دُعا:- خاکسار عبد الرحیم راٹھور

؎ مَیں کہاں رُکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اُونچا حدِ پرواز سے

درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تصنیف ہذا کو نافع الناس بنادے۔ مصنفِ محترم سے براہِ راست رابطہ قائم کر کے کتاب حاصل کی جا سکتی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا ہی خوب فرماتے ہیں کہ ؎

امروز قومِ من نہ شناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کُند وقتِ خوشترم

کہ آج میری قوم میرے مقام کو نہیں پہچانتی۔ ایک دن آئے گا کہ میرے مبارک زمانہ کو رو رو کر یاد کرے گی۔

عبد الحق فضل

خطبہ جمعۃ المبارک

دُعا کی یہ ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ امریکہ کو یہ ہوش دے کہ وہ خُدا بننے کی بجائے خُدا کا نمائندہ بننے کی کوشش کرے اور اگر واقعی امریکہ اس طاقت سے سچے دل کیساتھ استفادہ کرنا چاہتا ہے اور دُنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی حل نہیں کہ امریکہ انصاف پر قائم ہو جائے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ امان (مارچ) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

سورۃ فاتحہ سے متعلق گزشتہ چند خطبوں میں ذکر چلتا رہا ہے کہ کس طرح یہ نماز کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ عبادت کے گر بتاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ بنتی ہے اور پھر بنی نوع انسان سے تعلق کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ اس لئے اس سورۃ پر محض سرسری نظر نہیں ڈالنی چاہیئے بلکہ ہر نماز میں پڑھتے وقت بڑے غور سے اس کے مضامین سے گزرنا چاہیئے اور ان میں اپنے نفس پر ساتھ ساتھ اطلاق کرتے چلے جانا چاہیئے اور سورۃ فاتحہ کے آئینے میں اگر انسان اپنی تصویر دیکھنے کی عادت ڈال لے تو اس سے بہتر آرائش کا اور کوئی ذریعہ سوچا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ سب سے سچا آئینہ ہے۔ اس سے بہتر حق کے ساتھ آپ کو آپ کی تصویر دکھانے والا اور کوئی آئینہ نہیں۔

اس ضمن میں الحمد کا جو مضمون پہلے بیان ہو رہا ہے اس میں میں نے مزید وضاحت کے ساتھ جماعت کو یہ سمجھایا تھا کہ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ الحمد للہ رب العلمین یعنی تمام تر حمد، کلیۃً ہر قسم کی کامل حمد صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں اور جو حمد کسی کو نصیب ہوتی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ اس ضمن میں میں نے دُنیا کے روزمرہ کے مشاہدات آپ کے سامنے رکھے اور سمجھایا کہ کہتے تو ہم یہی ہیں لیکن بالعموم روزمرہ کی زندگی میں خدا کی تخلیق کی حمد میں تو ڈوب جاتے ہیں لیکن خالق کی حمد کا ہمیں خیال نہیں رہتا۔ پھول سے محبت کریں گے۔ گلشن سے محبت کریں گے۔ اچھے مکانوں سے محبت کریں گے۔ حسن سے محبت کریں گے خواہ وہ بے جان حسن ہو یا جاندار حسن ہو۔ رعب اور طاقت سے محبت کریں گے مگر اُن کے پیچھے جو ذات جلوہ فرما ہے اُس کا دھیان روزمرہ کی زندگی میں انسان کو نہیں آتا تو ایسا انسان جب پانچ وقت یا اس سے بہت زیادہ مرتبہ ہر نماز میں کئی رکعتوں میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کا اقرار کرتا ہے اور اثبات کرتا ہے تو اس اثبات اور اقرار میں کوئی خاص حقیقت نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں "الحمد" لیکن پیچھے یہ آواز اس کی روزمرہ کی زندگی کا مظہر نہیں۔ اس کی روزمرہ کی زندگی کی تصویر نہیں کھینچ رہی۔

اس ضمن میں آج میں خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ (مجھے یاد نہیں کہ پہلے اس مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی کہ نہیں) کہ خدا تعالیٰ کی حمد کی راہ میں سب سے بڑی روک نفسِ انسانی کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑا بُت ہر انسان کے اندر موجود ہے کیونکہ باہر کی دنیا کی حمد میں انسان غفلت کے نتیجے میں بسا اوقات خالق کی حمد سے غافل ہو جاتا ہے لیکن

نفس کا بُت

ایسا ہے جو باقاعدہ شرک کے خیالات پیدا کرنے والا ہے اور اس سے بڑا اور کوئی بُت نہیں جو خدا کے مقابل پر الوہیت کا دعویٰ کرے اور اگر آپ روزمرہ کی زندگی میں اپنے نفوس کا اپنی نیتوں کا تجزیہ کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ موحد ہوتے ہوئے بھی بسا اوقات جب آپ الحمد للہ رب العلمین کہتے ہیں کہ تمام تر حمد صرف اللہ ہی کے لئے ہے تو دل کے گوشے سے ایک آواز اٹھتی ہے "الحمد لی"۔ الحمد لی۔ سب حمد تو میرے لئے ہے اور میرے لئے ہے۔ چنانچہ یہ آواز اگرچہ ہر انسان کو اس طرح سنائی نہیں دیتی کہ وہ اسے محسوس کرے اور اسی لئے وہ اس آواز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لیکن فی الحقیقت یہ آواز ہے جو روزمرہ کے تجارب میں انسان اگر توجہ سے کوشش کرے تو سن سکتا ہے۔ مثلاً ایک اچھی آواز والا گویا ہے، جب وہ مجمع کے سامنے بہت خوبصورت آواز میں خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھتا ہے تو وہ داد جو اس کو ہر طرف سے ملتی ہے اُس کو اپنے نفس میں اس قدر مطمئن کر رہی ہوتی ہے، اس قدر اُس کو لذت عطا کر رہی ہوتی ہے کہ اس وقت اُس کا خدا خود اُس کا نفس بن چکا ہوتا ہے اور اس کا ذہن کبھی اس طرف نہیں جاتا۔ یہ کہنا چاہیئے کہ اکثر نہیں جاتا کہ یہ آواز کیسے پیدا ہوئی؟ کس نے اس کو عطا کی؟ اس کی ذاتی کوشش کا اس میں کتنا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عطا کا کتنا دخل ہے؟ اگر اس مضمون کی طرف توجہ پیدا ہو تو ہر گویئے کی خود اپنی نظر میں کوئی بھی حیثیت باقی نہ رہے۔ ایسے خاندان میں پیدا ہوتا جس میں اللہ تعالیٰ

کی طرف سے اچھا گلا عطا کیا گیا ہو۔ ایسے ماحول میں پیدا ہونا جہاں آواز کو مزید مانجھ کر اور صیقل کر کے زیادہ خوبصورت اور دلکش بنایا جا سکتا ہو یعنی ایسے ذرائع مہیا ہونا۔ اُن بیماریوں سے پاک رہنا جو گلے کو خراب کرتی ہیں اور آواز کو تباہ کر دیتی ہیں۔ یہ ساری باتیں بھی قابل غور ہیں مگر سطحی ہیں۔ ان سے اور نیچے اُتر کر جب آپ صوتی نظام کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ہر انسان کے گلے میں خدا تعالیٰ نے ایک صوتی نظام قائم فرمایا ہوا ہے جو اربوں سال کے عرصے میں ترقی کر کے یہاں تک پہنچا ہے اور اسے مانجھنے اور صیقل کرنے اور اُسے چمکانے اور اس کی صلاحیتوں کو مزید اُجاگر کرنے میں ہزارہا زندگی کی نسلیں اِس سے پہلے اپنے اپنے دَور طے کرنے کے بعد ماضی کا حصّہ بن گئیں اور کسی کو علم نہیں کہ اُن تجارب میں جو قدرت نے اُن کے ساتھ کیئے۔ کیا کیا کارروائیاں آواز کے نظام کو مکمل کرنے کے لئے کی گئیں۔

جو جاندار ہمیں آج دکھائی دیتے ہیں، اُن کی زندگی کا آغاز سے لے کر اب تک کا مطالعہ بھی ہمیں بہت کچھ سبق دیتا ہے اور انسان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح آواز کا آغاز ہوا حالانکہ اس سے پہلے یہ کائنات بالکل خاموش تھی۔ زندگی موجود تھی لیکن زندگی کا ایک جزو زندگی کے دوسرے جزو تک آواز کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تھا۔

یہ مضمون پہلے بھی میں نے اِس حد تک بیان کیا ہے لیکن اب میں اس تعلق میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کو خدا نے اچھی آواز عطا کی ہے، اگر اُس کا ذہن اِن چیزوں کی طرف کبھی منتقل نہ ہو اور

ہمیشہ اپنی ہی تعریف میں ڈوب جایا کرے

تو اس کے دل سے ایک بُت پیدا ہونا شروع ہو جائے گا جو مزید طاقتور ہوتا چلا جائے گا اور اس کے باقی وجود پر بھی قابض ہو جائے گا کیونکہ شرک کا بُت اپنے دائرے تک محدود نہیں رہا کرتا بلکہ پھیلتا ہے اور بڑھتا ہے اور زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اچھا مقرر ہے جب وہ بہت اچھی تقریر کرتا ہے اور داد پاتا ہے یا ایک اچھا شاعر ہے جسے خدا توفیق دیتا ہے کہ اپنے خیالات کو نہایت لطافت کے ساتھ شعروں کے خوبصورت کوزوں میں بند کر کے دُنیا کے سامنے پیش کرے تو عموماً یہی مضمون دوہرایا جاتا ہے جس کا میں پہلے آواز کے سلسلے میں ذکر کر چکا ہوں۔

ایک اچھا مصوّر ہے۔ ایک اچھا معلّم ہے۔ ایک اچھا صنّاع ہے غرضیکہ انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے جتنی صلاحیتیں پیدا فرمائی ہیں خواہ وہ جسمانی ہوں، علمی عقلی ہوں یا قلب سے تعلق رکھنے والی ہوں اُن سب پر یہی مضمون صادق آتا ہے کہ ہر انسان بالآخر اپنی حمد میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا شخص جب بار بار خدا کے حضور یہ اقرار کرتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن تو اس کی روزمرہ کی زندگی کا اس اقرار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جب نماز پڑھتے ہوئے آپ الحمد للہ رب العالمین کہتے ہیں تو ذرا آئینے میں اپنی صورت دیکھا کریں اور غور کیا کریں کہ آپ نے روزمرہ کے زندگی کے تجارب میں کتنی مرتبہ عملاً آپ نے واقعی حمد خدا ہی کے حضور پیش کر دی۔ جو حمد بنی نوع انسان نے آپ کے حضور پیش کی آپ نے اُسے اپنا نہیں سمجھا بلکہ کامل عاجزی اور انکسار کے ساتھ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ کہتے ہوئے اُس حمد کو خدا ہی کے حضور پیش کر دیا کیونکہ سب تحفے اُسی کے حضور پیش کرنے کے لائق ہیں اور خود اُس حمد سے خالی ہو گئے۔ اگر آپ ایسا کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کر لیں تو آپ کا دل حمد سے خالی نہیں رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس حمد کو ہمیشہ بڑھا کر واپس کرتا ہے جو اُس کے حضور پیش کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں انسان واقعی لائق حمد بننا شروع ہو جاتا ہے پھر جب اس کی حمد کی جاتی ہے وہ خدا کی آواز کے ساتھ حمد کی جاتی ہے

خدا کی آواز دلوں میں حرکت پیدا کرتی ہے۔ خدا کی آواز ذہنوں پر قابض ہوتی ہے اور بنی نوع انسان سے ایسے شخص کی حمد کے جو گیت اُٹھتے ہیں وہ اُسے محمود اور محمد بنا دیتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام محمد رکھنے میں ایک بہت بڑی حکمت تھی کہ آپ نے اپنی تمام حمد ساری زندگی ہمیشہ کلیۃً خدا کے حضور پیش کی اور آپ ہمیشہ حمد سے خالی ہوتے چلے گئے اور اُس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو محمد بنا دیا۔

پس احمد، محمدؐ میں تبدیل ہوتے ہیں

اگر وہ خالص ہوں اور سچے ہوں اور مخلص ہوں اور احمد کے طور پہ خدا کی حمد کریں اور اپنا بُت بیچ میں حائل نہ ہونے دیں۔

اس نقطۂ نگاہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کا مضمون انسانی تربیت کا ایک بہت ہی لمبا سلسلہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ سلسلہ ساری زندگی ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مضمون ایسا باریک ہے اور اس کے بعض پہلو انسانی نظر سے ایسے مخفی رہتے ہیں کہ ساری زندگی کی محنت اپنے آپ کو اپنی حمد سے پاک کرنے کے لئے درکار ہے اور اس کے باوجود بھی انسان اُس مقام محمود کو حاصل نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو عطاء ہوتا ہے۔ اس لئے دُعا کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے انسانوں کو نفس کا یہ جہاد ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے۔

جو انسان اپنی حمد کا عادی ہو

وہ اکثر اوقات فَرِحٌ فَخُورٌ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اس کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے حد خوش ہونے کی عادت پڑ جاتی ہے اور تعلّی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے فَرِحٌ کے مضمون کو حمد کے ساتھ یعنی انسان کی جھوٹی حمد کے ساتھ باندھ کر پیش فرمایا ہے اس کا میں آگے جا کر ذکر کروں گا، لیکن اس کے نظارے آپ نے بسا اوقات کھیلوں کے میدانوں میں بھی دیکھے ہوں گے کہ کبڈی کا ایک کھلاڑی ہے وہ کسی اچھے مضبوط کھلاڑی کو ۔ (پنجابی میں جس کو "ڈھول" کہتے ہیں، اُردو میں پتہ نہیں۔ ڈھول ڈھپّا تو خیر اُردو میں بھی استعمال ہوتا ہے) ۔ ایک ڈھول لگا کر گراتا ہے اور اس کے شکنجے سے نکل کر واپس بھاگتا ہے تو عجیب و غریب حرکتیں کر رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ ہاتھ اونچے کر کے دونوں انگلیاں کھڑی کر دیتا ہے بعض دفعہ مُنہ سے آوازیں نکالتا ہے کہ میں نے کمال کر دیا ہے۔ بعض دفعہ وہ چھاتی پر ہاتھ مارتا ہے۔ اسی طرح فٹ بال کے میدان میں جب بھی کوئی شخص گول کرتا ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ کس طرح عجیب و غریب حرکتیں کرتا اور اُچھلتا کودتا اور فخر و مباہات کے اظہار کے لئے اپنے جسم کو مختلف شکلیں دیتا ہے۔ بعض آوازیں نکال لیتے ہیں۔ بعض خاموش اظہار کرتے ہیں۔

یہ جو مناظر ہیں یہ نمایاں طور پر آپ کی نظر کے سامنے رہتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس حد تک حمد کا پیاسا ہے اور یہ پیاس اُس کو مجبور کر دیتی ہے کہ جہاں حمد کے چند قطرے ملیں اُن کو نہ صرف پیئے بلکہ فخر سے اظہار کرے کہ ہاں آج میری پیاس بجھ گئی۔ یہ واقعات روزمرہ کی زندگی میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں جب ہم دوسروں کو دیکھتے ہیں تو دکھائی دیتے ہیں۔ جب اپنے اوپر نظر ڈالتے ہیں تو دکھائی نہیں دیتے۔ پس اس لئے اِس مضمون کو خوب کھول کر بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنے اندر حمد چاہنے کا جذبہ اس طرح دکھائی نہیں دے گا جیسے دوسرے کا حمد چاہنے کا جذبہ آپ کو دکھائی دیتا ہے۔ دوسرے کی تعلّی پہ آپ کو بعض دفعہ ہنسی بھی آجاتی ہے مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ تعلّی آپ کا نفس بھی کرتا ہے

کرتا ہے اور کرتا چلا جاتا ہے اور کوئی آنکھ اس کو دیکھتی نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ جذبہ جب آگے بڑھتا ہے تو پھر ایسی حمد کا بھی انسان طالب ہو جاتا ہے جو ظاہری طور پر بھی اس کو نہیں ملنی چاہیئے۔ یعنی حمد کے بعض قصے تو یہ ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس میں انسان نے ایک اچھا کام ضرور کیا ہے لیکن وہ اچھا کام خود اس کی ذاتی توفیق سے ایسا متعلق نہیں تھا جتنا

اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء عنایات

سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا اس موقعہ پر اس بات کو بھلا دینا یا یہ اہلیت نہ رکھنا کہ اپنے اچھے فعل کے پیچھے خدا کا ہاتھ دیکھے اور خدا کی تخلیق کے ان گنت کرشموں کا نظارہ کرے تو یہ چیز جو ہے یہ ایک حد تک سمجھنے کے لائق ہے اور سمجھانے کے لائق ہے لیکن قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسان صرف اسی بات پر راضی نہیں ہوتا۔ یہیں ٹھہر نہیں جاتا۔ فرمایا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ
اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ
بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(سورۃ آل عمران : ۱۸۹)

کہ تو ہرگز یہ گمان نہ کر کہ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتراتے ہیں۔ جو کچھ نیکی وہ کما لاتے ہیں اُن پر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ جو کوئی اچھا کام کیا یا کسی قسم کا بھی ایسا کام کیا جو کم سے کم اُس کی نظر میں قابل تعریف ہو تو اس پر وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اترانے لگ جاتے ہیں۔ وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا۔ اس کے ساتھ وہ اس بیماری میں بھی ضرور مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جو کام وہ نہیں کرتے اُن کے لئے بھی تعریف کے خواہاں ہو جاتے ہیں اور جب یہ بیماری بڑھ کر اس مقام تک پہنچ جاتی ہے تو فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ۔ پھر یقین رکھ کہ یہ لوگ عذاب سے محفوظ نہیں ہیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

اس مضمون کا تعلق یقیناً آخرت سے ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اس دنیا سے نہیں کیونکہ تعریف کی پیاس جب اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ انسان اُن چیزوں پر بھی تعریف کی تمنا رکھنے لگ جاتا ہے، تعریف کروانے کے لئے اُس کے دل میں پیاس لگ جاتی ہے جن چیزوں میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں ہوتا یعنی کام کسی اور نے کیا اور تعریف اُس نے اپنی کرانی شروع کروا دی۔ یہ بات بھی آپ روزمرہ کی زندگی میں ہر گھر میں مشاہدہ کر سکتے ہیں ہر انتظام میں مشاہدہ کر سکتے ہیں اور انسانی تعلقات میں اور قوموں کے تعلقات میں بھی یہ بات اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو آپ کو دکھائی دے گی اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو اور بتایا نہ جائے مثلاً گھر میں بچوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہ ہمیں علم ہے کہ کسی نے اچھا کام کیا ہے۔ اور آپ اچانک پوچھیں کہ کس نے کیا ہے تو بے اختیار کئی بچے ہاتھ اونچا کریں گے کہ ہاں! ہم نے کیا ہے۔ اگر اُن کو یہ یقین ہو جائے کہ پتہ نہیں لگے گا کہ کس نے کیا تھا تو پھر اکثر بچوں کے اندر یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اس بات میں اپنی تعریف کروائیں جو بات، انہوں نے نہیں کی۔ اُن کے بھائی یا کسی بہن نے کی تھی لیکن چونکہ تعریف ہو رہی ہے اس لئے وہ کہتے ہیں ہم نے کیا ہے۔ اور اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو تعریف میں حصہ ڈالنے کی عادت تو اتنی پختہ ہے کہ اس سے تو شاید ہی کوئی انسان بچا ہو۔ اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ بہت اچھا کھانا پکا ہے، کس نے پکایا ہے؟ تو اگر گھر کی مالکہ نے پکایا ہوگا تو وہ کہے گی میں نے پکایا ہے۔ کوئی دوسرا ساتھ بول دے گا کہ مصالحہ تو میں نے بنایا تھا۔ ایک تیسرا بتائے گا کہ ترکیب میری تھی۔ ایک بچہ کہے گا کہ ڈوئی تو میں چھیرتا رہا ہوں غرضیکہ ہر شخص بیچ میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ روزمرہ کا چھوٹی چھوٹی باتوں کا مشاہدہ ہے لیکن یہ آگے بڑھ کر بہت گہری بیماری میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اشخاص کو بد انداز احتمال ہے کہ

گہری رُوحانی بیماریاں

نہ لاحق ہو جائیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ ہر انسان اپنی زندگی کے واقعات پر غور کر کے یہ جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک اس نے اس معاملے میں ٹھوکر کھائی یعنی تعریف کی ایک خواہش تو طبعی ہے آسے اپنے مقام پر رکھنا اور لگام ڈال کر رکھنا یہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر جو واقعہ ہوا ہی نہیں اس ضمن میں جھوٹی تعریف کی تمنا یہ بہت بڑی بیماری ہے اور یہ شرک کی بدترین قسم بن جاتی ہے اور ایسے لوگ پھر سب سے زیادہ خدا کی تعریف اُس سے چھینتے ہیں اور خدا ہر چیز میں بات اپنے ذمے لگاتے ہیں کہ ہماری وجہ سے یہ ہوا ہے۔ اور یہ بیماری جب زیادہ باریک ہو جاتی ہے تو عجیب و غریب شکلیں اختیار کرتی ہے۔ میں اس کا ایک نمونہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ نیک انسان بھی اس قسم کی بعض بیماریوں سے محفوظ نہیں رہتے۔ عام طور پر موحد ہیں لیکن بہت سی باتوں میں غلطی کر جاتے ہیں۔ یہ بھی رجحان پایا جاتا ہے کہ اگر خدا کا کوئی فضل ہو تو انسان اپنے اندر وہ نیکی تلاش کرتا ہے کہ کس وجہ سے یہ فضل ہوا ہے۔ خدا نے کوئی خاص احسان کیا تو انسان کہتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں نے غریبوں کی ہمدردی کی تھی۔ خدا نے بہت احسان کیا اور شفا بخشی تو انسان سوچتا ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ میں نے فلاں انسان کے ساتھ نیکی کا سلوک کیا تھا اور یہاں تک کہ جب کسی شخص پر خدا کا خاص فضل نازل ہو تو لوگ بھی جو تبصرے کرتے ہیں اُن میں اُس شخص کی خوبیاں تلاش کر رہے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس پر یہ فضل کیا ہے تو اس کی یہ بات نیکی کام آگئی۔ اس کی یہ نیکی کام آئی اور ہمارے ہاں روزمرہ کے محاورے میں یہ بات اکثر سننے میں آتی ہے کہ اس کی فلاں نیکی کام آگئی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ

انسان کی نیکیاں کیا ؟

اُن کی حیثیت کیا؟ خدا تعالیٰ اگر انسان کی نیکیوں کے مقابل پر اُس کی برائیوں کا حساب کرے تو کسی کے پلے کوئی نیکی باقی نہ رہے۔ اپنی نیکی کی طرف خیال آجاتا ہے اور یہاں انسان بھول جاتا ہے اور خدا کے وہ احسانات جو خالصۃً فضل کے نتیجے میں ہیں اُن احسانات کو اپنی طرف منسوب کرنے لگ جاتا ہے کہ میری کسی خوبی کے نتیجے میں ایسا ہوا۔ لیکن ایک عارف باللہ اس معاملے میں کبھی دھوکہ نہیں کھاتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مناجات میں عرض کرتے ہیں کہ ؎

سب کچھ تیری عطا ہے ؛ گھر سے تو کچھ نہ لائے

کیا سادہ لیکن کتنا عظیم اور قوی اظہار ہے۔ کتنی گہری اور دائمی حکمت اس میں بیان فرما دی گئی ہے ؎

سب کچھ تیری عطا ہے ؛ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔

پس الحمدللہ کہتے ہوئے جب تک یہ رجحان پیدا نہ ہو کہ سب کچھ تیری عطا ہے۔ گھر سے ہم کچھ نہیں لائے تو اس وقت تک الحمد کا مضمون کامل نہیں ہو سکتا اور اس وقت تک اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی دعا میں طاقت پیدا نہیں ہو سکتی بس جب آپ کلیۃً حمد سے اپنے آپ کو خالی کر لیتے ہیں۔ اللہ کے سارے احسانات ہیں اُن کو خدا کے احسانات کے طور پر گنتے ہیں اور اُن پر حمد کے گیت گاتے ہیں تو پھر جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتے ہیں تو دل پوری سچائی کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہے، خدا کے حضور یہ اقرار کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ ہم نے تو اپنی حمد سمجھی کچھ نہیں۔ اس لئے ہم اپنی عبادت نہیں کیا کرتے۔ ہم نے تجھے کسی غیر کی کوئی حمد سمجھی ہی نہیں اس لئے ہم کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے اور تو جانتا ہے اور تو دیکھ رہا ہے کہ جب تمام تر حمد ہم نے تیرے حضور پیش کر دی تو اب سوائے تیری عبادت کے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ ایسی صورت میں عبد، عابد بن جاتا ہے اور ایک عام انسان نہیں رہتا۔ یوں تو ہر انسان خدا کا بندہ ہے لیکن سورۂ فاتحہ ایک عبد کو عابد میں تبدیل کرتی ہے۔ تب اس کا یہ حق ہے کہ وہ

یہ عرض کرے : اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کہ سب کچھ تیرے خزانے میں جمع ہو گیا ہمارے پاس تو رہا ہی کچھ نہیں اس لئے ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور تیری مدد کے بغیر ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

اس "نَسْتَعِينُ" میں بہت کچھ شامل ہے۔

"اِیَّاکَ نَسْتَعِین" کی دعا میں ہر دعا مانگی جا سکتی ہے اور اس دعا میں از خود حمد کی طلب بھی شامل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب انسان ان تمام مراحل سے گزرتا ہے، اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے گزرتا ہے احتیاط کیساتھ گزرتا ہے، شرک سے اپنے آپ کو کلیۃً پاک کر لیتا ہے اور حقیقت میں خدا کے حضور اپنا مقام سمجھنے لگ جاتا ہے تو اس وقت جب اِیَّاکَ نَسْتَعِین کہتا ہے تو اس کی کچی اور آن کچی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کے بعد پھر جب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتا ہے، تو پھر دعائیں ایک نئے مضمون میں داخل ہو جاتی ہیں۔ انعام والے مضامین ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔ جن کی کوئی حد نہیں ہے اور ایک جاری سلسلہ ہے۔

اس ضمن میں یہ یاد رکھیں کہ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے مضمون میں ایک پوری تاریخ ہمارے سامنے رکھ دی گئی ہے۔ چونکہ اس سے پہلے میں اس بات پر گفتگو کر چکا ہوں اس لئے مزید اسے نہیں چھیڑتا لیکن أَنْعَمْتَ کے چار مراتب ہیں اور سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں خدا کی چار صفات پیش فرمائی گئی ہیں۔ ان چاروں صفات سے جس انسان کا تعلق کامل ہو جائے گا وہ أَنْعَمْتَ میں آخری مقام تک پہنچے گا اور جس حد تک اس کا صفاتِ باری تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو گا اسی حد تک أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے گروہ میں اُسے نسبتاً ادنیٰ مقام نصیب ہو گا۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ کوئی مقام ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ ہر مقام جاری ہے لیکن سورۂ فاتحہ میں صفاتِ باری تعالیٰ کو جس رنگ میں پیش فرمایا گیا ہے اُن صفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جس کامل عبودیت کیساتھ، جس کامل انکسار کے ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے نفس کو حمد سے خالی کر کے ربوبیت سے تعلق جوڑا، رحمانیت سے تعلق جوڑا، رحیمیت سے تعلق جوڑا، مالکیت سے تعلق جوڑا، اس کے بعد یہ تعلقات کا معیار بہت بلند ہو چکا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ فرمان کر دیا کہ "مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ" (سورۃ النساء : ۷۰)

اب ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت سے عام تعلق کام نہیں دے گا جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرے گا اور ان اداؤں کے ساتھ خدا سے تعلق باندھے گا جن اداؤں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے رب سے تعلق جوڑا ہے اُس کے لئے انعامات کے سب دروازے کھلے ہیں اور چونکہ یہ مضمون مشکل ہو گیا ہے اور بلند تر ہو گیا ہے اور ڈیمنسٹریٹر (DEMONSTRATOR) نے جس نے اس مضمون کو اپنی زندگی پر جاری کر کے دکھایا تھا اس مضمون کو درجہ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اس لئے آخری مقام تک پہنچنا مشکل تر ہو گیا ہے لیکن اس اطاعت کے ادنیٰ مقام بھی ایسے ہیں جو گزشتہ زمانے کے اعلیٰ مقامات کے برابر درجہ پانے والے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو اس طرح کھول کر بیان فرمایا کہ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

علماء تو نبی نہیں ہیں اور میری اُمت کے معیار کے لحاظ سے نبی نہیں ہیں لیکن جہاں تک گزشتہ اُمتوں کا تعلق ہے اُن کے نبیوں کے برابر تو میری اُمت میں تمہیں بہت سے علماء اور ولی اور بزرگ ملیں گے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کے پیشِ نظر أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ نے ایک ایسا وسیع دروازہ کھولا ہے اور ہمیں ایک ایسے راستے پر قدم بڑھانے کی دعوت دی ہے جو لا متناہی ہے

اور تمام انبیاء کی گزشتہ تاریخ ہمارے سامنے انعطفی صورت میں پیش کر دیتا ہے کہ گویا اس راستے پر دور تک مختلف جھنڈے لگے ہوئے ہیں اور سب سے آخر پر مقامِ محمدیت کا جھنڈا ہے اور مسلسل یہ صلائے عام دے رہا ہے کہ آنا ہے تو یہاں تک آؤ اور اس سے پیچھے رکنے کی کوشش نہ کرو۔ اس سے پہلے کی گفتگو نہیں منطبق کر دے۔ پس اس سفر میں جس مقام پر بھی انسان دم دے دے وہی مقام أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا مقام ہے اور بہت ہی بڑا خوش نصیب ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں تک پہنچنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

اس کے بعد مغضوب علیہم ولا الضالین کا مضمون شروع ہوتا ہے اور وہاں بھی یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مغضوب علیہم کی تشریح میں اگرچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہود مراد ہیں اور ضالین کی تشریح میں اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ عیسائی مراد ہیں مگر اللہ کی یہ شان ہے اور سورۂ فاتحہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہ کسی قوم، کسی مذہب کا نام نہیں لیا۔ مغضوب صرف یہ بیان فرمایا گیا کہ خدا کی مذکورہ چار بنیادی صفات سے جو شخص کلیۃً تعلق کاٹ لے گا یا اس حد تک کاٹ لے گا کہ خدا کی رحمت سے وہ کاٹا جائے تو اُسے مغضوب علیہم شمار کیا جائے گا اور جو شخص کچھ تعلق برقرار رکھے گا لیکن ٹیڑھے رنگ میں اور کجی کے ساتھ تو اس کو ضالین کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

اس مضمون پر آپ غور کریں تو بہت ہی وسیع تاریخی مطالعہ ہے جو آپ کے سامنے کھلتا ہے وہ قومیں جو مغضوب ہوئیں۔ قرآن کریم نے خود بیان فرمایا ہے کہ کیوں مغضوب ہوئیں۔ کس کس طرح کس کس جگہ انہوں نے خدا کی بنیادی صفات سے اپنا تعلق توڑا اور ایک دفعہ نہیں بار بار توڑا اور کتنے لمبے عفو کے بعد، کتنے لمبے حلم کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں مغضوب قرار دیا تو اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ کن چیزوں سے بچنا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوشش فرض ہے۔ اگر ایک ٹھوکر کھاتے ہیں تو تب بھی، اگرچہ خطرے کا مقام ہے لیکن آخری طور پر آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ کے لئے مردود نہیں قرار دیدیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے قوموں کو ایک لمبے عرصے کے بعد جو ہزار سال سے زائد عرصے پر پھیلا پڑا ہے اُن کو اُنکی بار بار کی غلطیوں کے نتیجے میں اور غلطیوں پر اصرار کے نتیجے میں مغضوب قرار دیا۔ پس اس سے جو بات ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ آخری سانس تک جینے کی اُمید تو ہے لیکن اگر غلطیاں کرتے ہوئے ہم مارے گئے تو ہم مغضوب کی حالت میں مارے جائیں گے۔ پس ایک طرف تو یہ اُمید کا پیغام بھی ہے اور دوسری طرف ایک عبرت کا پیغام بھی ہے اور یاد رکھنے کے لائق بات یہ ہے کہ یہود کا نام سورۂ فاتحہ میں کیوں نہیں لیا گیا۔ اس لئے کہ قرآن کریم یہ اعلان کرتا ہے کہ من حیث القوم مغضوب ہونے کے باوجود ان کے اندر آج بھی نیک لوگ موجود ہیں۔ آج بھی خدا پرست لوگ موجود ہیں آج بھی موحد موجود ہیں۔ آج بھی خدا سے محبت کرنے والے موجود ہیں۔ اگر انہیں اسلام کا صحیح پیغام پہنچایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حسن سے ان کی شناسائی ہوتی تو وہ ضرور اسلام قبول کر لیتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں میں شامل ہو جاتے مگر یہ اپنے ماحول میں رکے ہوئے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ اس پر یقین رکھتے ہیں اس کیلئے قربانیاں دیتے ہیں۔ پس دیکھئے سورۂ فاتحہ نے کس حد تک عدل کا حق ادا فرمایا ہے۔ مغضوب کی تاریخ بھی ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی متنبہ کر دیا کہ کسی ایک قوم کو ان معنوں میں مغضوب سمجھنا کہ ان میں پھر کوئی نیک آدمی پیدا نہیں ہو سکتا یہ غلط ہے اس لئے جہاں قومی طور پر مغضوب فرمایا وہاں نام کسی کا نہیں لیا اور جہاں قرآن کریم نے نام لیکر یہود کو مغضوب قرار دیا وہاں ساتھ ساتھ استثناء کرتا چلا گیا اور بار بار یہ متنبہ کیا کہ خبردار! من حیث القوم یہود کو مغضوب قرار دیکر تمام کو پتہ نہ کر دینا اور تمام کے تمام کو جہنمی قرار نہ دیدینا۔ اسی طرح من حیث القوم عیسائیوں کو ضالین قرار دیتے ہوئے بھی گمراہ قرار دیتے ہوئے پوری طرح واضح کر کے نعوذ باللہ من ذالک یہ دعویٰ نہ کر بیٹھنا کہ یہ سارے کے سارے جہنمی، گندے اور خدا سے دور لوگ ہیں۔ بار بار قرآن کریم نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ ان میں بھی بہت اچھے لوگ بھی ان میں نیکی کا اخلاص سے ایمان والے ایسے ہیں ہم لیتین دلاتے ہیں کہ جب تک یہ بیچارے پانی کے اظہار کے مطابق اپنی تعلیم پر عمل کرتے رہیں گے ان کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور انکے پیچھے خدا کے ذمہ ہیں

پس سورۃ فاتحہ نے جہاں مغضوب اور ضالین کا ذکر قوموں کا نام لئے بغیر فرمایا وہاں ہماری توجہ اس طرف بھی مبذول فرمادی اور اس میں بھی ہمارے لئے ایک امید کا پیغام ہے کہ اگر ایسی قومیں جو ہزار سال، دو ہزار سال، چار ہزار سال تک بار بار خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتی رہیں اور اس کی نافرمانی کرتی رہیں اور اُس کے بندوں پر ظلم بھی کرتی رہیں، ان میں بھی نیکیوں کی گنجائش موجود ہے اور نیکی کی گنجائش موجود ہے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کا لایا ہوا دین جو آخری اور کامل دین ہے اُس سے وابستہ لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ نعوذ باللہ وہ سارے جہنمی ہو گئے، سارے کافر اور بے دین ہوگئے یہ بہت ہی بڑا ظلم ہوگا۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے خصوصیت سے اس میں یہ سبق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ایسے لوگوں پر سختی فرمائی ہے جنہوں نے ظلم اور تعدی اور عناد میں ہر حد پھلانگ دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہایت ہی ناپاک اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا، وہ زبان اس گروہ کے محض چند لوگوں سے تعلق رکھتی ہے جو فساد اور فتنے اور ظلم میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے لوگ تھے

عامۃ المسلمین سے اس کا تعلق نہیں

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو دوسری جگہ خود کھول کر بیان فرمایا ہے اور فرمایا، جہاں تک عام مسلمانوں کا تعلق ہے ان سے بے حد محبت رکھتا ہوں۔ ان میں کلمہ گو ہیں۔ ان میں خدا کے بزرگ بھی ہیں اور خدا تعالیٰ کی عطاء کردہ خبر کے مطابق ان میں بڑے بڑے مرتبہ رکھنے والے لوگ ہیں۔ صلحاء عرب بھی ہیں اور ابدال الشام بھی ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کو سورۃ فاتحہ سے یہ انکسار بھی سیکھنا چاہیے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم میں سے ہر شخص کی نجات کی کوئی ضمانت نہیں کیونکہ ہر قوم میں ایسے استثناء ہو گئے ہیں کہ اچھوں میں سے بُرے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور بُروں سے اچھے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انعمت کے مضمون میں کسی قوم کا ذکر فرمایا نہ مغضوب اور ضالین کے مضمون میں کسی قوم کا ذکر فرمایا اور اس مضمون کو کھلا رہنے دیا۔ بنیاد یہی ہے اور فیصلے کی کسوٹی یہی ہے کہ ہر وہ شخص اور ہر وہ قوم جو خدا تعالیٰ کی اُن چار صفات سے گہرا تعلق جوڑتی ہے اور اپنے آپ کو دوئی کی ملونی سے پاک کرتی ہے، جن صفات کا سورۂ فاتحہ میں تعارف فرمایا گیا ہے تو وہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو اور واقعۃً وہ اپنے تعلق میں مخلص ہو تو انعمت علیہم میں شمار ہوگی۔ لیکن ان کے اندر بھی استثناء ہو سکتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس لئے ہمیشہ ہمیں نگران رہنا چاہیئے اور اپنے نفس پر بھی نگران رہنا چاہیئے اور بحیثیت جماعت اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں، اپنے بچوں، اپنے مردوں، عورتوں اور بڈھوں سب پر نگران رہنا چاہیئے تو

رمضان مبارک میں

آپ جہاں دوسری دعائیں کریں گے وہاں سورۃ فاتحہ کو پڑھتے ہوئے ان مضامین کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔ اپنے اندر ایک شعور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے شعور کو ہمیشہ بیدار رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے بھائیوں کے لئے کمزوروں کے لئے اور بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کے اندر سے ایک باشعور انسان پیدا فرما دے جو خلق آخر کا آغاز ہوگا۔

قرآن کریم نے جہاں خلق آخر کا ذکر فرمایا ہے وہ خلق آخر انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا آغاز اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک غافل انسان سے ایک باشعور انسان جنم لینے لگتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ آنکھیں کھولتا ہے کروٹ بدلتا ہے اپنے اندرونی ماحول کو دیکھنے لگ جاتا ہے اس کے اندھیرے چھٹنے لگتے ہیں اس کی آنکھیں اتنی ہے تو اور زیادہ روشنی دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ اپنے نفس کا شعور ہے جو رفتہ رفتہ عرفان باللہ میں منتقل ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر سے ایک خلق آخر

ظاہر ہوتی ہے پس اس رمضان میں خصوصیت کے ساتھ اپنے لئے یہ دعائیں کریں اور بنی نوع انسان کے لئے بھی یہ دعائیں کریں کہ وہ دعوے تو بہت کرتے ہیں، اللہ ان کو بھی کوئی شعور تو عطا کرے۔

میں نے گلف سے متعلق جو پچھلے خطبات دئیے ان میں بڑے درد کیساتھ بعض آنے والے خطرات کی نشاندہی کی تھی۔ ان میں ایک یہ تھا کہ مشرق اوسط سے امن ہمیشہ کے لئے اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور جن خطرات کا اظہار کیا تھا وہ ابھی جیسے کہتے ہیں ناں کہ سیاہی ابھی گیلی ہی ہو سوکھی بھی نہ ہو تو بات ظاہر ہونے لگ جائے ویسی ہی کیفیت ہوئی ہے۔ شام نے اور اسرائیل نے جنگ ختم ہوتے ہی یہ الزام لگانا شروع کر دیا کہ اب عراق سے خطرہ تو نہیں رہا مگر ہمیں شام سے خطرہ شروع ہوگیا ہے اور وہی باتیں جو پہلے عراق کے متعلق کہی جاتی تھیں اب شام کے متعلق کہی جانے لگیں۔ پھر وہ خطرے جو میں نے پیش کئے تھے۔ یہ تو نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک میں نے کوئی غیب کی خبریں بتائی تھیں مگر ہر انسان حالات کا جائزہ لیکر اندازے لگاتا ہے۔ پس میں نے بھی جہاں تک ان قوموں کے مزاج کو سمجھا کچھ اندازے لگائے اور میرا اندازہ یہ تھا کہ

عراق کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔

اور بعض دوسری قوموں نے اندر کھاتے، مخفی طور پر ہو سکتا ہے سمجھوتے ہو گئے ہیں کہ تم فلاں حصے پر قبضہ کر لینا، تم فلاں حصے پر قبضہ کر لینا۔ پس عراق میں جو بغاوت ہو رہی ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا دوسری قوموں سے کوئی تعلق نہیں مگر جو لوگ بھی اس سارے کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جہاں جہاں بغاوتیں ہوئی ہیں وہاں ضرور دوسری قوموں کا تعلق ہوتا ہے۔ آج کے زمانے میں طاقتور منظم فوجوں سے لڑنے کی عوام الناس میں، طاقت ہی نہیں ہے جب تک باہر سے امداد نہ ہو جب تک باہر سے شہ نہ ملے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی ملک میں واقعۃً منظم بغاوت ہو جائے۔ چنانچہ افغانستان میں جو کچھ ہوا آپ جانتے ہیں۔ اگر امریکہ مجاہدین کی مدد سے اپنے ہاتھ کھینچ لیتا تو وہاں جو کچھ آپ نے دیکھا ہے ہو ہی نہیں سکتا تھا، ممکن ہی نہیں تھا۔ اگر ویتنام میں روس ویتنامیوں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیتا تو امریکہ کو جو بالآخر عبرتناک شکست ہوئی وہ ممکن نہیں تھی۔ غالباً ۸ ۱/۲ سال کا عرصہ ہے جو انہوں نے وہاں بہت ہی دردناک جنگ کی حالت میں گزارا ہے۔ وہ جنگ چند مہینوں کے اندر ختم ہو سکتی تھی اگر امریکہ کے مقابل پر روس ان کا مددگار نہ ہو رہا ہوتا تو اس لئے بیرونی خطرات پہلے بھی تھے، آج بھی ہیں اور کل بھی ہوں گے لیکن پہلے دو سمتوں سے ہوتے تھے اب ایک ہی سمت سے ہیں۔ اس لئے

اس رمضان میں خاص طور پر یہ دعائیں کریں کہ

اب جبکہ ایک ہی طاقت ہے جو دنیا پر غالب آچکی ہے اور وہ امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظیم طاقت کو جیسی طاقت آج تک کبھی دنیا کی تاریخ میں پہلے نہیں ابھری کہ وہ ساری دنیا پر اس طرح غالب آچکی ہو کہ مقابل کی ہر طاقت اس کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی ہے یہ توفیق نہ دے کہ خدا کے بندوں سے ظلم کا سلوک کرے۔ اس دعا کی بڑی شدید ضرورت ہے۔ دعا کی یہ ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ امریکہ کو یہ ہوش دے، یہ عقل دے کہ وہ خدا بننے کی بجائے خدا کا نمائندہ بننے کی کوشش کرے اور اگر واقعی امریکہ اس طاقت سے سچے دل کے ساتھ استفادہ کرنا چاہتا ہے اور دنیا میں امن پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ امریکہ انصاف پر قائم ہو جائے کیونکہ عدل کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص عدل پر قائم ہو وہ خدا کا نمائندہ ہو سکتا ہے خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک گہرا راز ہے کہ عدل کے فقدان سے شرک پیدا ہوتا ہے خدا کے عادل بندے مشرک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے خدا کے عادل بندے خدائی کے دعوے بھی نہیں کر سکتے۔ پس امریکہ کے لئے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ تاریخ میں کبھی کسی قوم کو ایسا موقع نصیب نہیں ہوا جیسا امریکہ کو نصیب ہوا ہے کہ تمام دنیا کو اپنی طاقت کے زور سے عدل سے بھر دے اور عدل کے نتیجے میں دنیا کو امن عطا کرے اور خدا اُس کو یہ توفیق نہ دے کہ اس کے برعکس خود خدائی کا دعویدار

بن جائے اور زور اور طاقت کے ساتھ اور جنبہ داریوں کے نتیجے میں اور سیاسی چالبازیوں کے نتیجے میں دنیا سے اپنی طاقت کا لوہا منوانے کی کوشش کرے اگر امریکہ نے ایسا کیا تو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو کچھ مہلت تو دیتا ہے لیکن لمبی مہلت نہیں دیا کرتا اور پھر خدا کی تقدیر ان کو پکڑا کرتی ہے۔

اس کے مقابل پر تیسری دنیا کی قوموں کے لئے

بہت بڑے ہولناک دن آنے والے ہیں

وہ نہتے ہو چکے ہیں۔ ان کے سروں کی چھت اڑ گئی ہے۔ کوئی ان کا اس دنیا کا سہارا نہیں رہا۔ اس لئے ان کیلئے دعا کریں کہ وہ نیلی چھت والے سے تعلق پیدا کریں اس خدا سے تعلق پیدا کریں جس کی چھت ساری کائنات پر محیط ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انہیں ابتلاؤں سے بچا لیگا اور یہ کبھی ممکن نہیں جب تک وہ خود عدل پر قائم نہ ہوں کیونکہ غیر عادل کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ یہ خیال غلط ہے کہ صرف امیر اور طاقتور ظالم ہوا کرتا ہے یہ راز سمجھنے والا راز ہے اور اسکو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ غریب اور کمزور بھی ظالم ہو جایا کرتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اُسے اپنے ظلم کی توفیق نہیں ملتی یا کم ملتی ہے۔ پس ظالم ہونا یا نہ ظالم ہونا انسان کے اندرونی رجحانات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ میں نے تو جہاں تک نظر ڈالی ہے تیسری دنیا میں بھی اکثر ممالک ایسے ہیں جب کبھی انہیں توفیق ملی ہے انہوں نے ظلم سے کام لیا ہے۔ وہی صدام حسین جن کے عراق پر یکطرفہ ظالمانہ بمباری کے نتیجے میں تمام مسلمانوں کے دل خون ہو رہے تھے اور سخت اذیت میں مبتلا تھے، اب اندرونی طور پر اُن کو چھٹی ملی ہے کہ جبر کے ساتھ بغاوتوں کو ناکام کر دیں اور ملیا میٹ کر دیں تو اس جبر سے آگے بڑھ رہے ہیں جس جبر کی انسان کو خدا تعالیٰ کا خوف اجازت دیتا ہے ایک جبر کے مقابل پر جبر ہے جسکی قرآن کریم نے اجازت دی ہے اور خدا کے خوف کی راہ میں یہ بات مانع نہیں ہے لیکن وَلَا تَعْتَدُوْا کی شرط کے ساتھ کہ ہرگز تم نے مقابل پر زیادتی نہیں کرنی انتقام اس رنگ میں نہیں لینا کہ جتنا تم پر ظلم ہو رہا ہے اس سے زیادہ ظلم کرو یا انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ظلم شروع کر دو۔ پس کُردوں کے مقابل پر یہ ظلم ہو رہا ہو یا شیعوں کے مقابل پر ظلم ہو رہا ہو۔ جو بھی شکل ہے، ہر قوم کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ باغیوں کا سر کچلے لیکن یہ حق نہیں کہ اُن کو آگ کا عذاب دے کر مارے جیسا کہ امریکہ نے نیپام بم کے ذریعے عراقی فوجیوں پر ظلم کئے تھے یا گیس سے مارے یا تیزاب برسا کے مارے۔ اگر یہ باتیں جو بیان کی جا رہی ہیں سچی ہیں تو پتہ یہ لگا کہ اُدھر بھی ظلم تھا اور ادھر بھی ظلم ہے پھر ہماری یہ دعا جس کی میں نے تلقین کی تھی کہ اے اللہ! حق کو فتح دے یہ کس کھاتے میں جائے گی حق تو پھر صرف اتنا سا باقی رہ گیا تھا کہ

کویت پر ان کا حملہ ناجائز تھا

اور ان کو کویت خالی کر دینا چاہیئے تو کویت سے انخلاء کی حد تک تو ہماری حق والی دعا قبول ہو گئی۔ اس کے بعد اگر حق ایک طرف ہو ہی نہ اور دونوں طرف ظلم شامل ہو جائے تو یہ دعا کسی کے بھی حق میں مقبول نہیں ہو سکتی۔

پس یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو عقل نصیب کرے۔ اس وقت تو یہ زمانہ آ گیا ہے کہ انسان کنگال ہوا بیٹھا ہے۔ اخلاق سے عاری ہو گیا ہے۔ حق سے عاری ہو گیا ہے۔ غریب قومیں اگر دوسری ہمسایہ قوموں پر ظلم نہیں کرتیں تو اپنے ملک کے غریب باشندوں پر ظلم کرتی ہیں۔ ہر طاقتور کمزور پر ظلم کر رہا ہے۔ ایسی افراتفری کے زمانے میں جبکہ طاقت کو گویا کہ یہ اختیار ہے کہ ہر قسم کے ظلم و ستم بجا لائے اور کوئی اس کو رد کرنے والا نہ ہو۔ ایسے دور میں قوموں کے تعلقات اسی ظلم کے رشتے پر ہی قائم ہوتے ہیں۔

آج امریکہ کو خدا نے جہاں یہ توفیق بخشی ہے کہ اب اس کے مقابل پر اس کا کوئی رقیب نہیں رہا۔ پہلے اگر مجبوریاں بھی تھیں تو اب مجبوریاں نہیں رہیں۔ اس وجہ سے خدا نے اُسے توفیق بخشی ہے کہ وہ سینے دھڑک ہو کر دنیا میں انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے تو یہ موقعہ پھر شاید کبھی ہاتھ نہ آئے۔ آج اگر پہلے قدم غلط اُٹھ گئے تو پھر دوبارہ اُن غلط فیصلوں کی درستی ممکن نہیں رہے گی۔ اس لئے

میں جماعت کو خصوصیت کیساتھ اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو امریکہ کی قوم کو اس عظیم تاریخی سعادت حاصل کرنے کے بعد کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتور قوم بن کے اُبھری ہے، یہ سعادت عطا کرے کہ اس طاقت کو بنی نوع انسان اور خود اپنی عاقبت کے خلاف استعمال نہ کرے بلکہ انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں اس طاقت (کے زمانے) کو لمبا کر دے گا اور سینکڑوں سال تک دنیا کو امن نصیب رہے گا لیکن آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جن سے مجھے خطرہ ہے کہ شاید یہ نہ ہو سکے تو دوسری صورت میں تیسری دنیا کے لئے دعا کریں۔ کمزور ملکوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل میں انصاف پیدا کرے۔ ان کے دل میں رحم پیدا کرے۔ ان کو اپنی اخلاقی تعمیر نو کی توفیق بخشے کیونکہ طاقتور قوم کا طاقت سے مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن طاقتور قوموں کا اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ضرور مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ راز ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا ہے۔ پس اگر کوئی قوم اخلاقی لحاظ سے مضبوط ہو جائے اور اپنے نوک پلک درست کر لے اور اپنے اندر توازن پیدا کرے اور حرص و ہوا سے باز آ جائے اور قناعت کی زندگی بسر کرنا سیکھ جائے اور غربت میں ہی اپنی غریبانہ جنت بنانے کی اہلیت پیدا کرے تو ایسی قوم پر دنیا کی کوئی طاقت حکومت نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ اخلاق سے بڑھ کر انسان کا کوئی دفاع نہیں ہے۔ پس تیسری دنیا کے ملکوں کو میں بار بار یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ ۱۔ اپنے اخلاق درست کریں۔ ۱۔ پنے اندرونی تعلقات کو درست کریں۔ انکسار پیدا کریں اور فی الحال غیر قوموں پر انحصار کو اگر فوری طور پر ترک نہیں کر سکتے تو کم سے کم یہ منصوبہ بنائیں کہ جتنی جلد ہو سکے گا آپ غیر قوموں پر انحصار سے توبہ کریں گے اور خود داری کی زندگی بسر کریں گے خواہ غریبانہ ہو۔ اگر یہ نصیحت تیسری دنیا نے مان لی اور جماعت نے دعائیں کیں اور وہ مقبول ہو گئیں اور اگر سب نے نہیں تو آہستہ آہستہ بعض ملکوں نے ان پر عمل کرنا شروع کر دیا تو پھر ہم یہ یقین کر سکیں گے کہ اگر طاقتوروں نے غلطی کی تو پھر بھی اس کا اتنا بڑا نقصان بنی نوع انسان کو نہیں پہنچے گا کیونکہ کمزور اپنی اصلاح کے ذریعے ان غلطیوں کی زد سے بچتے چلے جائیں گے اور اپنا دفاع وہ خود تیار کر لیں گے۔ اگر یہ نہ ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ جنگیں ہوں گی۔ غریب قومیں غریب قوموں سے لڑیں گی۔ امیر قوموں سے ہتھیار خریدیں گی اور اپنے غرباء کا خون چوس کر اپنے سب تھی غرباء کا خون بہانے کے انتظامات کریں گی۔

یہ اس دنیا کا خلاصہ ہے۔ بڑا مکروہ خلاصہ ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب اخلاق سے عاری ہو کر سیاست پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے سوا اور کوئی خلاصہ نہیں نکل سکتا۔ پس اپنے اس رمضان میں خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو عقل اور تقویٰ اور انصاف عطا کرے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشے کہ انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اپنی دعاؤں کے ذریعے اس دور میں سب سے زیادہ اہم تاریخی کردار ادا کرے۔

درخواست دعا خاکسار کی بڑی بھاوجہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب امروہی کا ایک گردہ بذریعہ اپریشن نکال دیا گیا ہے موصوفہ کی کامل شفایابی اور صحت و تندرستی کیلئے درخواست دعا ہے (محبوب احمد امروہی)

ایک خط کا جواب

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پیارے محمد حمزہ	السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مکتوب محررہ ۳/۱/۹۱ موصول ہوا۔ شکریہ

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ پر مزید فضلوں کی بارش برسائے۔ آمین

آپ نے اپنے مکتوب میں ویسے متعدد سوالات کئے ہیں، اُن میں سے پہلا سوال آپ کا یہ ہے کہ احمدی، غیر احمدیوں کی مسجدوں میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ جواب یہ ہے کہ دراصل اس میں احمدیوں کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سارا الزام اُن تمام نام نہاد مُلاؤں اور مولویوں پر چسپاں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی لاعلمی اور جہالت کے سبب احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکا۔ انہیں تنگ کیا گیا۔ ذلیل وخوار کیا گیا۔ یہاں تک کہ بعض معصوم احمدیوں کی جانیں بھی اس میں ضائع ہو گئیں جیسا کہ حال ہی میں نیما پور (بھارت) میں ایک دردناک واقعہ پیش آیا۔ اور غیر احمدی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر نہتے احمدیوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک شخص کو شہید کیا اور اکثر احمدی زخمی بھی ہوئے یہی سلوک بریلوی مسلمان، اپنے وہابی اور دیوبندی مسلمانوں پر کرتے آ رہے ہیں۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک اسلامی تعلیمات اور عقاید کا سوال ہے وہ احمدیت اور اسلام کی حقیقی تعلیمات میں کچھ بھی فرق نہیں بعض مسلمانوں نے اپنی جہالت اور کم علمی کی وجہ سے ایسی تعلیمات اور بد رسومات اپنے اندر شامل کر لیں جن کا اصل اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ایسے نازک حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کھڑا کیا جنہوں نے بحکم الٰہی اس زمانہ کے امام اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کر کے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پیش کیا بدقسمتی سے عام مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات سے دور جا پڑے ہیں اسلام کی ایسی خستہ اور بدحالی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلام کے نام پر مولوی۔ اور ملا عوام میں احمدیت کے خلاف نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کو جب پیش کرتی ہے تو اس کو یہ کہہ کر رد کیا جاتا ہے یہ غیر مسلم ہیں ان حالات میں احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ محتاط رہیں۔ اور سماج میں رہتے ہوئے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کریں اور سماجی اور اصلاحی پروگرام بنائیں۔ یہ مولوی لوگ اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے اس کو چھپانے کی ناکام کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں جہاں تک آپ نے تین اہم امور کا ذکر کیا ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل کر رہے ہیں اور یہ یقین کامل ہے کہ ہمارا اصل سہارا صرف ہمارا خدا ہے جو ہماری متضرعانہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور شرف قبولیت بخشتا ہے۔

جہاں تک بابری مسجد کا تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ کا موقف بالکل صاف اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اسی تعلق سے اگر آپ میرے خطبات جمعہ کا کیسٹ سنیں گے تو آپ کو ہمارے اصل موقف کا علم ہوگا جو انصاف پر مبنی ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی اصل روح اس راز میں مضمر ہے کہ ایک مسلمان اپنے آپ کو اپنے خالق اور خدا کا سچا خادم سمجھے۔ تب اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت اور استعداد کے مطابق بنی نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے

میری نصیحتیں جو خطبات جمعہ پر مشتمل ہیں عام مسلمانوں کے لئے جو بھارت میں مقیم ہیں مفید ہیں اور اس کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرا کر بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو

والسلام

دستخط

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

ترجمہ از کلیم احمد ناصر

جماعت احمدیہ عالمگیر کا چوتھا سیمینار

محترم آفتاب احمد خاں صاحب امیر جماعت یو۔ کے نے اطلاع دی ہے کہ حسب سابق امسال بھی جماعت احمدیہ عالمگیر کا چوتھا تبلیغی سیمینار جلسہ سالانہ یو۔ کے سے ایک روز قبل مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۱ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ۔ U-K میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اس سیمینار کا ایک بڑا مقصد تبلیغ کے تعلق میں ضروری امور کو ایڈریس کرنا اور حضور انور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس بارہ میں ارشاد پر کس حد تک عمل درآمد کیا گیا ہے اس کا جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس سیمینار میں جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر سے موصولہ تجربات ومساعی پر تبادلہ خیالات بھی ہوگا۔

لہٰذا جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے امراء وصدر صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ جلد از جلد میدان تبلیغ وداعی الی اللہ کے پروگراموں کے تعلق میں اپنی مساعی اور تجربات ارسال فرما دیں۔ نیز جو احباب امسال جلسہ سالانہ U-K میں شرکت کرنے کے لئے جانا چاہتے ہوں وہ اپنے اسماء سے نظارت ہذا کو آگاہ فرما دیں۔

والسلام خاکسار

مرزا وسیم احمد

پروگرام دورہ انسپکٹران نظارت بیت المال آمد

صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال کو ختم ہونے میں صرف ۲½ ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ ہندوستان کی اکثر جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات زکوٰۃ۔ حصہ آمد۔ چندہ عام۔ جلسہ سالانہ کی وصولی کی رفتار تسلی بخش چل رہی ہے۔ لیکن بعض جماعتوں کے ذمہ کافی بقایا چلا آ رہا ہے۔ بقایا جات کس قدر خطرناک ہیں۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے بلکہ خدا کا احسان ہے۔ اور اس سودا کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے حضور کیک جواب دہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اسکے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا خدا تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ"

سیکرٹریان مال صاحبان سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ ان ۲½ ماہ میں جن احباب کے ذمہ بقایا ہے اُن سے مل کر رقم وصول کریں تاکہ سو فیصدی چندہ ادا کرنے والی جماعتوں کی فہرست میں آپ کی جماعت کا نام بھی بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا جائے۔

بقایا جات کی وصولی نیز حسابات کی پڑتال کیلئے مکرم سید نصیر الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد مورخہ ۲۲/۴/۹۱ سے صوبہ بنگال۔ اڑیسہ کی جماعتوں کا دورہ شروع کر رہے ہیں اور مکرم محمد طاہر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد مورخہ ۲۷/۴/۹۱ سے صوبہ آندھرا۔ کرناٹک کا دورہ شروع کر رہے ہیں جملہ عہدیداران۔ مبلغین ومعلمین کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جن احباب کے ذمہ بقایاجات ہیں اُن کو ادائیگی کی توفیق عطا کرے۔ میری طرف سے تمام احباب جماعت کو عید مبارک عرض ہو۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

منقولات

نواز شریف متنازعہ شریعت قانون لاگو کرنے پر تل گئے، ۱۱ اپریل کو بل پیش کر دیں گے

مختلف تنظیموں کی طرف سے شدید ردعمل، اس سے اقلیتوں کا حال عراق میں کردوں ایسا ہوگا، پارلیمنٹ کے اختیارات ختم ہو جائیں گے

اسلام آباد۔ ۷ اپریل (پ ٹ ا) ایسا جان پڑتا ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف ناراض فراخدل مسلمانوں۔ اقلیتوں اور خواتین کے حقوق کی نگہبانی کرنے والے گروپوں کی طرف سے شدید مخالفت کے باوجود متنازعہ شریعت قانون لاگو کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ سرکاری اخبار "پاکستان ٹائمز" میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق میاں نواز شریف ۱۵ اپریل کو اعلان کریں گے اور اگلے روز قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کر دیں گے۔ بل کی رو سے پاکستان میں شریعت سب سے بڑا قانون بن جائے گی۔ اسے گذشتہ سال اسمبلی میں سینیٹ میں دوبارہ پیش کیا گیا تھا۔ بل میں دیگر باتوں کے علاوہ کہا گیا ہے کہ شریعت ہر اس قانون میں ترمیم کرنے کی مجاز ہے جسے وہ اسلام کے خلاف تصور کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کے پاس اسے چیلنج کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

تجزیہ کاروں نے کہا ہے کہ میاں نواز شریف کے اسلامی جمہوری اتحاد کو پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل ہے۔ انہیں بل کو خوش اسلوبی سے پاس کروانے میں کسی بڑی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ قانون کے تحت سرکار کے تمام کام کاج اسلامی عدل و انصاف کے طریقے سے کئے جائیں گے۔ خواتین کی تنظیموں نے مجوزہ بل کی یہ کہہ کر مخالفت کی ہے کہ اس سے ان پر قیامت نازل ہو گی اور اسلامی کٹھ ملاؤں کو بے پناہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے اور وہ مقدس قرآن حکیم کے احکامات کے اپنے مطالب نکالیں گے۔

پاکستان میں مقیم عیسائیوں اور دیگر اقلیتی فرقوں کے علاوہ اعتدال پسند اور فراخدل مسلمان بھی اس بل کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتے راولپنڈی میں شریعت بل کے خلاف جائنٹ ایکشن کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں اس بل کے خلاف بطور احتجاج ملک گیر مظاہرے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

خاتون وکلاء کے فورم کی بیگم ناہید محبوب الٰہی کا کہنا ہے کہ آئین میں پہلے ہی اسلامی قوانین سے مطابقت رکھنے والے تمام قوانین کے لئے کافی ضمانتیں دی گئی ہیں۔ قانون سازی کا حق اسمبلیوں کو دیا جائے نہ کہ ایسی عدالتوں کو۔ ایک مبصر نے کہا ہے کہ شریعت صدر مملکت کو بھی لامحدود اختیارات تفویض کرتی ہے جن کا کسی بھی وقت ناجائز استعمال ہو سکتا ہے۔

وومنز ایکشن فورم کی بیگم طاہرہ عبداللہ نے کہا ہے کہ بل پاس ہونے کے بعد پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو عراق میں صدر صدام حسین کردوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ انہوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ اگر کسی غیر مسلمان کے گھر میں نقب زنی ہو جائے تو اسے شہادت دینے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

میاں نواز شریف جن پر شریعت بل کو روکنے کا الزام لگایا جاتا رہا ہے کے لئے یہ ایک نعمت ثابت ہوگا۔ اور انہیں اپنے مخالفوں پر ایک اور بڑی جیت حاصل ہوگی۔ گذشتہ اکتوبر میں قومی اسمبلی کے انتخابات کے دوران میاں نواز شریف کے اسلامی جمہوری اتحاد نے وعدہ کیا تھا کہ وہ برسر اقتدار آنے پر اس بل کو ترجیحی آدھار پر پاس کروائے گا۔ لیکن چناؤ جیت جانے کے بعد میاں نواز شریف نے اس بل کو روک لیا۔ جس سے اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل بنیاد پرست ناراض ہو گئے۔ میاں نواز شریف کے لیت و لعل سے تنگ آکر مذہبی رہنما مولانا عبدالستار خاں نیازی نے کیبنٹ سے استعفاء دے دیا۔

پاکستان کے ذرائع ابلاغ کے ایک گروپ نے اسلامی جمہوری اتحاد سرکار کو اس بات کے لئے آڑے ہاتھوں لیا۔ کہ اس نے شریعت بل کے نفاذ کو روک دیا ہے۔ جسے سب سے پہلے ۱۵ برس قبل مارشل لاء ڈکٹیٹر آنجہانی جنرل ضیاء الحق کے عہد حکومت کے دوران تجویز کیا گیا تھا۔

اس بل کو مرتب کرنے کے اصرار پر مختلف گروپوں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ تحریک فقہ جعفریہ جو سب سے بڑی شیعہ سیاسی تنظیم ہے کے صدر سید ساجد علی نقوی نے کہا ہے کہ حکومت کی پُراسرار سرگرمیاں جمہوری روایات کے مطابقت نہیں رکھتی۔ انہوں نے سرکار پر الزام لگایا کہ وہ اس اہم قومی اہمیت کے معاملہ پر چھپے شاہی سے کام لے رہی ہے۔

سرکاری حلقوں نے واضح کیا ہے کہ بل میں اہم ترامیم درج کئے جانے کا امکان ہے۔ اور کسی بھی طبقہ کو نقصان نہ ہوگا۔ شیعہ مسلمان جو ملک کی ۱۱ کروڑ آبادی کا 26 فیصد ہیں نے مانگ کی ہے کہ ان کی رائے کو بھی پیش نظر رکھا جائے سابق وزیر اعظم بیگم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ان کا عوامی جمہوری محاذ شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن وہ اس بات میں فریق نہ بنے گا جس میں کسی طبقہ کے ساتھ دھکا کیا جائے۔ پارلیمنٹ کے اختیارات سلب کر لئے جائیں۔ اور ملک کو فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم کر دیا جائے۔

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء)

دوسری اور آخری قسط

کیرالہ میں تبلیغی سرگرمیاں

از مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

کیرلہ امیر ڈاکٹر مکرم منصور احمد کی زیر صدارت ٹاؤن ہال میں منعقدہ جلسہ کا مکرم ایم عبدالرحمٰن ایڈیٹر کیرلہ کا مودی نے افتتاح کیا۔ پی۔ وی۔ احمد کویا مولوی محمد یوسف اور پروفیسر محمود احمد صاحب نے تقریریں کیں۔

اس جلسہ میں جنوبی ہند کے پہلے احمدی مبلغ مولانا عبداللہ صاحب کی یاد کو تازہ کیا گیا۔ نیز قریباً نصف صدی تک احمدیہ تبلیغی میدان میں قابل تعریف خدمات بجا لانے کے بعد ریٹائر ہونے والے مولوی محمد ابو الوفا صاحب کو الوداع اور تامل ناڈو آندھرا پردیش اور سری لنکا میں نہایت شاندار رنگ میں خدمات بجا لانے کے بعد کیرلہ کے چیف مشنری کے طور پر چارج لینے والے مولوی محمد عمر صاحب کو استقبالیہ پیش کرنے کے لئے یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔ دونوں مبلغین کی گل پوشی کے ذریعہ عزت افزائی کی گئی"۔

(ماتر و بھومی ۱۲ فروری ۱۹۹۱ء)

مالا یالہ منورما اور کیرلہ کا مودی نے بھی اسی قسم کی رپورٹ شائع کی تھی

مدراس کے سری لنکا سفارت خانہ میں خطاب

خاکسار ایک جماعتی کام کے لئے مورخہ ۴ فروری ۱۹۹۱ء کو مدراس میں گیا تھا۔ اس دن سری لنکا کا یوم آزادی تھا۔ اس سلسلہ میں سری لنکا سفارت خانہ میں ڈپٹی ہائی کمشنر مسٹر وی۔ کے ولسن کی زیر صدارت ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی تھی۔ اس موقعہ پر اسلام۔ ہندو۔ عیسائیت اور بدھ مذہبوں کی طرف سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اسلام کی طرف سے خطاب کرنے کی توفیق خاکسار کو حاصل ہوئی۔ جس کے لئے خاکسار کو دعوت ملی تھی۔

عاجز نے السلام علیکم کی تشریح بیان کر کے سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس کا ترجمہ سنایا اس کے بعد موقعہ و محل کی مناسبت سے اپنے اپنے ملک سے وفاداری۔ مختلف اقوام و ملل کے ساتھ رواداری اور پیار و محبت کے ذریعہ قیام امن کی ضرورت پر زور دیا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تقریر بہت پسند کی گئی اور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

درخواست دعا

مکرمہ سلطانہ اختر صاحبہ زوجہ مکرم رشید احمد صاحب لبنگی کو ڈاکٹروں نے BREST کینسر بتلایا ہے۔ نادرے میں ان کا اپریشن ہونا ہے۔ اپریشن کی کامیابی اور کامل شفا کیلئے درخواست دعا ہے۔

(ایڈیٹر)

اتر پردیش میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ مرتبہ مکرم سیٹھ داؤد احمد صاحب بھٹی صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی یو پی، لکھنؤ

۲۳ دسمبر ۱۹۹۰ء کو سرود دھرم ملن لکھنؤ کی طرف سے نرہی میں ایک جلسہ "مذہبی رواداری" پر منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار کو بھی حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ اس جلسہ میں خصوصی مقرر مکرم پروفیسر ڈاکٹر ہرش نرائن صاحب تھے۔ جو رام جنم بھومی اور بابری مسجد کو لے کر اشتعال پھیلا رہے ہیں۔ تقریر کا عنوان تو مذہبی رواداری تھا۔ لیکن پوری تقریر اسلام کے خلاف کذب بیانی اور اشتعال انگیزی پر مشتمل تھی۔ جس میں کہیں بھی رواداری و اتحاد کی کوئی بات نہیں کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب فلاسفی کے پروفیسر ہیں اسلامیات عربی۔ فارسی و اردو بھی جانتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے متعلق بھی معلومات رکھتے ہیں۔

تقریر میں انہوں نے کہا کہ میں اس موقف کی وکالت کرتا ہوں کہ سب مذہب یا دھرم برابر نہیں ہیں۔ کچھ مذہب اچھے و بڑے ہوتے ہیں کچھ ان سے کم۔ جیسے مذہب اسلام ہے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ مذہب اسلام میں جو اصلاح سر سید احمد صاحب نے کی اور اس اسلام کا نعوذ باللہ ہوتا تو آج جو جارحیت وغیرہ اسلام میں ہے وہ نہ ہوتی اور یہ مذہب بڑا مقبول ہوتا۔ موصوف نے کہا کہ سید احمد صاحب نے دو بڑی باتیں کہیں (۱) یہ کہ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نعوذ باللہ اشتراکی تھی یہ اشتراک مختلف شخصیتوں پر تھا جیسے سوامی دیانند سرسوتی۔ ڈاکٹر مارٹن لوتھر وغیرہ وغیرہ۔ (۲) یہ کہ حضور کی وحی کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی پر کوئی یقین نہیں تھا۔

خاکسار نے موصوف کی تقریر پر اعتراض کرتے ہوئے محترم صدر جلسہ سوامی جی سے اجازت مانگی جس پر موصوف نے موقعہ دیا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام یہ دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مکمل و مدلل لائحہ عمل ہے اور یہ وہ ضابطہ حیات ہے جس کو اپنا کر نوع انسانی زندگی کے عظیم مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں ایک تو یہ کہ خالق کائنات اللہ رب العزت کے قریب لاتا ہے دوسرے مخلوق خدا کی بے غرض خدمت کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ اسلام کی ہی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے توحید خالص، انسانی وحدت اور مساوات، اخوت و امن کو اپنی منزل بتایا ہے۔ خاکسار نے متعدد قرآنی آیات سے اس بات کو ثابت کیا۔ محترم ڈاکٹر نارائن کو مخاطب کر کے کہا کہ سر سید احمد صاحب کے جس اسلام کی آپ بات کر رہے ہیں۔ اس میں بھی آپ سامعین کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سر سید صاحب نے حضور کی نبوت کو اشتراکی نہیں کہا بلکہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی برکتیں براہ راست اور بالواسطہ پڑی ہیں۔ براہ راست تو حضور کے صحابہ کرام پر پڑی اور وہ خدا نما بن گئے۔ اور بالواسطہ جب رسول اللہ کی وحدانیت کی تعلیم کی برکتیں سوامی دیانند پر پڑیں تو وہ وحدانیت کے قائل ہو گئے جب کہ ہندو دھرم کی بنیاد ہی چار ورنوں پر ہے۔ حقوق انسانی کے مکمل تحفظ کا لائحہ عمل اسلام سے ہی متاثر ہو کر پایا ہے۔ سر سید احمد مرحوم نے دعا کو محض ایک عبادت قرار دیا تھا۔ جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "برکات الدعا" میں دیا تھا کہ دعا ایک ایسی حقیقت ہے جس کے نتائج اسی دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔

خاکسار نے سورۂ نجم سے ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی پر پورا یقین و اعتماد تھا۔ اور کئی سو ایسی پیشگوئیاں قرآن میں درج ہیں جو آج تک ہم سب نے روز روشن کی طرح پوری ہوتے دیکھیں ہیں۔ چودہ سو سال پہلے قرآن مجید میں اللہ نے وحی کے ذریعہ یہ فرمایا کہ اس کتاب کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ قرآن مجید آج تک اللہ کے فضل سے محفوظ ہے۔ دوسری نہ کسی کتاب نے ایسا دعویٰ کیا نہ وہ محفوظ ہے وید کئی دفعہ جلائے گئے۔ خاکسار نے کہا کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ رواداری کی بجائے سراسر اسلام کے خلاف تقریر ہو رہی ہے۔ اور وہ بھی گمراہ کن اور کذب بیانی پر مشتمل۔ اسلام تمام مذاہب کی کتب ان کے رسولوں اوتاروں اور رشیوں و عبادت گاہوں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے وہ نفرت کے بجائے محبت۔ تشدد کے بجائے امن و عافیت کی تعلیم دیتا ہے۔

خاکسار کی تقریر کے بعد مہمان خصوصی میں ڈاکٹر شمیم جعفر م دویدی صاحب جو کینیڈا میں ریاضی کے پروفیسر ہیں نے بڑی ستائش کی مجھے خصوصی طور سے ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۹۰ء میں ہونے والے سمپوزیم میں شرکت کی دعوت دی۔ الحمد للہ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ جس میں زیادہ تر ہندو دوست ہی تھے سامعین کو لٹریچر بھی دیا گیا۔

الحمد للہ کے اس سمپوزیم میں شمولیت کی خاکسار کو دعوت دی گئی۔ یہ سیمینار "سیکولر ہندوستان میں مختلف مذاہب" (Religious Pluralism in Secular India) کے موضوع پر تھی۔ اس کا آغاز مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کی صبح دس بجے محترم گورنر صاحب اتر پردیش عزت مآب نرائن ریڈی نے کیا۔ پہلے دن غیر ملکی سے آئے ہوئے سکھ و ہندو scholars نے اپنے مقالے پڑھے۔ جس میں نیپال، جاپان و برطانیہ کے نمائندگان بھی تھے۔ اس دن تمام سامعین و مقررین میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ دوسرے دن مورخہ ۲۹ دسمبر کی دوسری نشست میں خاکسار کی بھی تقریر تھی نیز دیگر مذہبی scholars کی تقاریر بھی تھیں گزشتہ ڈیڑھ دن سے ان نشستوں میں جو بھی تقاریر ہوئیں وہ زیادہ تر اسلام کے خلاف ہوئی تھیں۔ جس کا اثر متعدد نمائندگان نے لیا۔ جس میں محترمہ ڈاکٹر صابرہ حبیب صاحبہ ریڈر، پروفیسر و محترمہ ڈاکٹر مدھو بالا سنگھ صاحبہ صدر ہندی انٹر راشٹری سنستھان نے کہا اور مجھ سے کہا کہ یہ تو Anti Islamic Seminar جیسا لگتا ہے۔

بہر حال ۲۹ دسمبر کی دوسری نشست میں پہلے تقریر محترم مولوی اسلم ندوی صاحب کی تھی جب مولوی صاحب اپنی ۲۰ منٹ کی تقریر ختم کر چکے جس میں یہ کہا گیا کہ قدرت کے نظاروں کو دیکھیں تو پہاڑ۔ سمندر۔ دریا سب میں تضاد ہے لیکن ان سب کے باہمی تعاون و اشتراک سے تضاد میں استحکام قائم ہے۔ مولانا صاحب نے جیسا ہی تقریر ختم کی سوالات کی بوچھار ہونے لگی۔ ہر طرف سے لوگ اسلام کے خلاف انگلیاں اٹھانے لگے۔ کافر کیسے کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ اسلام میں برے سلوک کیوں ہیں۔ قرآن میں تضاد ہے۔ جارحیت ہے۔ نعوذ باللہ۔ مولوی صاحب کے پاس جیسا ہی یہ سوال پہونچے خاکسار ان کے قریب ڈائس پر گیا۔ اور ان سے عرض کی کہ مولوی صاحب ہم دونوں باہمی تعاون سے ان حضرات کے جواب دیں اسی وقت مولوی صاحب نے سامعین میں میرا تعارف کروایا اور کہا کہ محترم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب آگئے ہیں یہ آپ کے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیں گے کیونکہ مولوی صاحب سے راہ و رسم پہلے ہی سے تھا۔ حالانکہ میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔ سامعین میں زیادہ تر لوگوں نے کہا ہم خاد یانیوں کے جواب نہیں سننا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب آپ ہی ہمارے سوالوں کے جواب دیں۔

مولوی صاحب نے کافر کا جواب دیا۔

لیکن سامعین مصر ہو گئے رہے کہ تسلی بخش جواب دیں۔ اتنے میں بجلی چلی گئی۔ چند لمحہ میں بجلی آگئی تو دیکھا کہ مولوی صاحب نہیں ہیں۔ اس تقریب کی صدارت بنارس یونیورسٹی کے وائس چانسلر کر رہے تھے۔ وہ بھی کہنے لگے۔ ارے مولوی صاحب تو چلے گئے۔ اب خاکسار کو حکم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق تقریر کریں۔ الحمد للہ خاکسار نے اسلام کو امن و صلح و آشتی کا مذہب بتاتے ہوئے اس کے بنیادی نظریات و اصول کو پیش کیا اور اس کے عفو و عدل و انصاف، حق و صداقت کے نظریہ کو اجاگر کیا۔ آخر میں اپنے موقف کی تائید میں تین ہندو دانوں کے حوالے دیئے۔ جنہوں نے اسلام کو امن پسند و صلح کن مذہب گردانا ہے۔ ان میں مہاتما گاندھی جی، گروکل کانگڑی یونیورسٹی کے پروفیسر اور اخبار اسٹیٹسمین کے ایڈیٹر کے حوالے تھے۔

یہاں پر ایک ایمان افروز بات کہنا ضروری ہے وہ یہ کہ جب مولوی صاحب چلے گئے تو سامعین میں سے ایک نوجوان بڑی بے چینی سے چیخ رہے تھے کہ ارے کوئی اسلام کی وکالت کرنے والا بھی ہے۔ خاکسار نے ان کو اسٹیج سے تسلی دی اور کہا کہ میں یہاں حاضر ہوں۔ میری تقریر کے بعد تقریباً ۱۲ سوال و اعتراض اسلام کے خلاف کئے گئے۔ اللہ کے فضل سے تسلی بخش جواب دیئے گئے اور خاکسار نے سامعین کو دعوت دی اور کہا کہ جو حضرات اطمینان چاہتے ہیں یا اپنی حسرتیں پوری کرنا چاہتے ہیں یہ کھلا اسٹیج ہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ اسلام کو ہمیشہ آپ سیکولر امن پسند و انسانی رواداری کا حامی مذہب دکھائی دے گا۔ چنانچہ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ جو شور اور غوغا مولوی صاحب کے وقت سے شروع ہوا تھا وہ گہرے سکوت میں تبدیل ہو گیا سامعین میں مثبت ردِ عمل ہوا۔ اسٹیج کے داہنی طرف مجھ سے ملنے کے لئے بے شمار احباب قریب آئے اور متعدد تعارفی کارڈ احباب نے دیئے اور میرا پتہ لیا۔ وہ نوجوان جو پریشان تھے ان کا نام عشرت حسین تھا۔ جو دہرہ بلڈنگ کارپوریشن میں منیجر ہیں۔ اسی مجمع میں ایک خاتون جو بندی لگائے ہوئے تھیں مجھ سے ملیں اور شناسائی کی۔ بعدہٗ معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں اور کلاس ون آفیسر ہیں ان کے شوہر بھی ہندو ہیں وہ بھی کلاس ون آفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اسلام کو بہت اچھے انداز میں پیش کیا۔

جلسہ کے تیسرے روز بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر مسٹر اٹل بہاری باجپئی اور مسلمانوں کی طرف سے مکرم ڈاکٹر کلب صادق صاحب تشریف لائے۔

اس سہ روزہ جلسہ میں شرکت کرنے والے متعدد معروف ادیب۔ اساتذہ۔ پروفیسرز۔ ڈاکٹرز صحافی و مہمان خصوصی کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر و صد سالہ جوبلی سوونیئر پیش کیا گیا۔ محترم اٹل بہاری باجپئی سے مختصر گفتگو ہوئی اور لٹریچر پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا اور جواب دینے کا وعدہ کیا۔

اخبار جدید مرکز کے رسم اجراء کے موقع پر متعدد ممتاز شخصیتوں کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔ مورخہ ۱۲ر جنوری سائنس کنونشن ہال میں ۱۱ بجے دیوناگری رسم الخط میں اردو کے اخبار "جدید مرکز" کے رسم اجراء کی تقریب میں خاکسار، محترم برادرم سیٹھ بشیر احمد بھٹی صاحب و محترم عارف علی خاں صاحب نے شرکت کی۔ اس تقریب میں رسم اجراء محترم کلدیپ نیر صاحب سابق ہائی کمشنر لندن نے کی۔ (نیز) مہمان خصوصی کے علاوہ محترم ملائم سنگھ یادو وزیر اعلیٰ اتر پردیش مخالف حزب کے لیڈر محترم نرائن دت تیواری جی۔ مرکزی وزیر صحت محترم رام جی داس سمن نے شرکت کی۔ ان تمام معزز حضرات کی خدمت میں خوبصورت پیکنگ میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

دوسرا جلسہ ...

پریس کلب لکھنؤ میں "ہم ہندوستانی" کی طرف سے امن کے لئے جلسہ تھا اس میں خاکسار کو مدعو کیا گیا۔ امن و سلامتی پر تقریر کی۔ اس جلسہ میں ایمان افروز بات یہ ہے کہ ایک ہمارے نہایت مخالف مولوی صاحب جن کا تعلق فرنگی محلی لکھنؤ کے خانوادہ سے ہے۔ ان مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرے جد امجد مجدد وقت حضرت عبدالرزاق صاحب بانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کرشن و حضرت رام کو اوتار روحانی پیشوا مانا ہے۔ حالانکہ ۱۹۷۰ء میں انہی مولوی صاحب نے ہمیں حضرت رام اور حضرت کرشن کو نبی ماننے کی وجہ سے کافر قرار دیا تھا۔

گذشتہ دنوں لکھنؤ میں ہونے والے فساد میں ایک تنظیم جو ادیب اور پروفیسرز پر مشتمل ہے جس کا نام "ہم ہندوستانی" ہے۔ اس کی میٹنگ میں خاکسار کو اردو کے معروف ادیب و افسانہ نگار رام لال صاحب نے دعوت دی کہ اس میں شرکت کریں جو جمعیانہ کلب میں ہوئی۔ خاکسار، محترم ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ لکھنؤ نے شرکت کی۔ خاکسار کو اس کی ایگزیکٹو کمیٹی Executive Committee میں ممبر کی حیثیت سے نامزد کیا گیا ہے۔ الحمد للہ اس جلسہ میں پروفیسر روپ ریکھا ورما صاحبہ، پروفیسر ڈاکٹر صابرہ حبیب صاحبہ، رام لعل جی۔ میجر لمبا۔ لکھنؤ کے بڑے سرمایہ دار مکرم حافظ صاحب وغیرہ نے حصہ لیا۔

خاکسار نے کارسیوکوں سے جو مدھیہ پردیش اور یوپی وغیرہ کے تھے بلرام پور ہسپتال میں ملاقات کی یہ تقریباً ۹ نوجوان تھے۔ خاکسار نے مذہب کی تعلیم بتائی کہ جو مذہب کے پرستش وہ ہوتے ہیں تب سمجھائی۔ عدم تشدد۔ صبر و تحمل و امن کے علم بردار ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ بعض وقت میں سختی بھی تو ہوتی ہے۔ خاکسار نے کہا کہ دنیا میں یہ ہے کہ جیسے بڑی ماں کی ممتا میں ہوتا ہے۔ لیکن جب ماں کرودھ غصہ کرتی ہے تو اپنے تو اس سے دور ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ماں کرونا رحم بن جاتی ہے تو اس کی مدد کرتا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ ہندو شاستر میں آج کے وقت کی پیشگوئی موجود ہے کہ خود غرض لوگ مذہب کا چولا پہن کر دھرم کا آڈمبر رچائیں گے اور بڑی بڑی راشی ارتھ جمع کریں گے لوگوں کو لڑوائیں گے دراصل وہ ادھرمی و پاپی ہوں گے۔ خاکسار نے ان کو اسلام کی تعلیم بتائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کرشن جی کو نبی قرار دیا ہے اور بھوشیہ پران و وید میں حضرت محمد صاحبؐ کے متعلق پیشگوئی ہے۔ الحمد للہ ان کے دل میں محبت کے دیپ جل گئے اور اچھا اثر لے کر واپس گئے۔

کرفیو کے وقت لکھنؤ میں ہمارا محلہ امین آباد زیادہ زد میں آ گیا تھا۔ محترم اشوک پریہ درشی صاحب ضلع مجسٹریٹ نے الحمد للہ ہمارے غریب خانے پر امن کمیٹی کی میٹنگ رکھی۔ جس میں ایس ایس پی صاحب اور امین آباد کے علاقہ کے ہندو مسلم سکھ حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی تمام حاضرین کی چائے و ناشتہ سے تواضع کی گئی۔ الحمد للہ اس جلسہ کی طویل رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی۔ محترم برادرم سیٹھ بشیر احمد صاحب کو یہاں پر خصوصی عہدہ عطا کیا گیا۔

۱۲ر جنوری کو بین الاقوامی امن دن کے جلسہ میں شرکت

مورخہ ۱۲ر جنوری کو کینٹونمنٹ ہال حضرت گنج میں یوم عالمی امن کا جلسہ ہوا جس کا افتتاح گورنر عزت مآب ستیہ نارائن ریڈی اتر پردیش نے کیا۔ مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر داؤ جی گپتا میئر لکھنؤ تھے۔ اس میں خاکسار کو خیالات کے اظہار کا موقع ملا۔ خاکسار نے اسلام میں رواداری اور بھائی چارہ پر تقریر کی۔ گورنر صاحب نے الحمد للہ میرا پتہ نوٹ کروایا اور کہا کہ آئندہ ایسے جلسوں میں آپ کو دعوت دی جائے گی۔

احباب و بزرگان دردِ دل سے دعا کریں کہ یوپی کی جماعتوں میں سرعت و سرگرمی پیدا ہو۔ ہم سب کو دین کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملتی رہے۔

نوٹ از ایڈیٹر:- لغت عربی میں کافر کے معنے ہیں انکار کرنے والا۔ یہ کوئی برا لفظ نہیں ہے جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والا ہے۔ اسے آپ کا کافر کہا جائیگا۔ اور جو شیطان کا انکار کرنے والا ہے اسے شیطان کا کافر کہا جائے گا۔" قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ۔ یعنی جو شخص شیطانی طاقتوں کا کافر ہوگا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا۔

محترم بابو محمد یوسف صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

تقسیم ملک کے بعد جب کوئی مرکزی نمائندہ قادیان سے سری نگر کی طرف سفر کر رہا ہوتا تو غیر شعوری طور پر اُس کے پردۂ خیال پہ ایک درویش صفت بزرگ کا تصور اُبھر آتا۔ وہ بزرگ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جواں ہمت، اپنی ظاہری غربت کے باوجود دِل کا غنی، اکیلا احمدی ہونے کے باوجود بہتوں پر بھاری تھا۔

محترم بابو محمد یوسف صاحب مرحوم جموں شہر کے محلہ مست گڑھ میں سکونت پذیر تھے بعد ازاں محلہ کھٹیکاں تالاب میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ "بابو صاحب" کے نام سے اپنوں اور غیروں میں معروف تھے۔ آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لاکر "جماعت احمدیہ" میں داخل ہوئے۔

تقسیم ملک کے وقت آپ کے سوا جموں سے تقریبًا تمام احمدی احباب ہجرت کر گئے تھے۔ حکومت اپنے قانون کے مطابق ہجرت کرنے والوں کی اَملاک قبضہ میں لے رہی تھی۔ اس ضمن میں "احمدیہ مسجد جموں" اور احمدیہ مسجد پونچھ بھی غیروں کے قبضہ کا شکار ہوگئیں۔ یہ محترم بابو صاحب مرحوم ہی کی دُعا اور عزم تھا کہ آپ نے ہر دو مساجد کو واگزار کروانے کے لئے مسلسل اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔ بالآخر بعض دُوسرے احباب کے تعاون سے ان مساجد کو واگزار کروانے میں کامیاب ہوگئے۔ اور آج جب بھی کوئی مہمان جموں وکشمیر سے آتا ہے اور اس مسجد میں نمازیں اداکرتا اور شب بسر کرتا ہے تو آپ کے لئے بے اختیار دُعائیں کرتا ہے۔ مرحوم مسجد کی صفائی اور مرمت وغیرہ کا اہتمام قلبی لگاؤ سے کرتے تھے۔ آپ کا دِل حدیثِ نبویؐ کے مطابق مسجد میں ہی لٹکا رہتا تھا۔

بابو صاحب مرحوم بتایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مَیں بخشی غلام محمد سابق وزیرِ اعلیٰ جموں وکشمیر سے ملنے گیا۔ انہوں نے آمنے کی وجہ دریافت کی۔ بابو صاحب مرحوم نے کہا کہ جموں میں عام مسلمانوں کے پاس کوئی مسجد نہیں ہے۔ آپ کھٹیکاں تالاب والی مسجد کو وسیع کر کے تعمیر کروائیں۔ وزیر اعلیٰ نے انتہائی حیرت سے پوچھا کہ باقی مسلمان تو میرے پاس اپنے مکانات یا دوکانوں یا زمینوں، نوکریوں کے معاملات لے کر آتے ہیں۔ اور آپ ہیں کہ "مسجد" بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ واقعی آپ کا یہ جذبہ اور تحریک قابلِ ستائش ہے۔ اور مَیں اس سے بیحد متاثر ہُوا ہوں۔ بعد ازاں وزیر اعلیٰ نے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ دی۔

بابو صاحب صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ آپ کی اکثر خوابیں سچی ہوتی تھیں۔ اور مستجاب الدعا بزرگ تھے۔

آپ نے ۷ر مارچ ۱۹۶۱ء میں وصیت کی اور فارم پر لکھا کہ (احمدی زائد از ۲۵ سال)۔ تقسیم ملک کے بعد سے لے کر تا وقتِ وفات صدر جماعت احمدیہ جموں کے منصب پر خدمت بجالاتے رہے۔ ۱۹۶۰ء میں پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں بھی تھے۔ حکومتِ جموں وکشمیر کا دار الحکومت سال کے چھ ماہ جموں میں منتقل ہوجاتا ہے۔ اس دوران اگر کوئی احمدی آپ کو اپنے کسی کام کے تعلق سے لکھتا تھا، یا اپنے ساتھ کسی آفس میں جانے کے لئے کہتا تھا تو آپ بلا تاخیر چل پڑتے تھے۔ اور بہت سے افرادِ جماعت اور غیر از جماعت افراد نے آپ کے اِس جذبۂ تعاون سے فائدہ اُٹھایا۔

راقم الحروف کو ۱۹۷۸ء کے ابتدائی چار ماہ جموں میں بطور انچارج تبلیغ خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔ اِس عرصہ میں خاکسار بابو صاحب مرحوم سے متعارف ہُوا۔ اور آپ کی خوبیوں اور احمدیت کے لئے فدائیت کے جذبہ سے بے حد متاثر ہُوا۔ ہم مختلف مجالس اور تقریبات میں اکٹھے جاتے اور حسبِ موقعہ تبلیغ کرتے۔

محترم بابو صاحب کے تعلقات بہت وسیع تھے۔ دورانِ قیامِ جموّں آپ نے سِکھوں کی ایک خاص تقریب اور شیعہ دوستوں کے یومِ حسین منانے کے مواقع پر خاکسار کی تقریروں کا انتظام کیا۔

۲ر مارچ ۱۹۷۸ء کو مرحوم فالج اور بلڈ پریشر کی وجہ سے سخت بیمار ہوگئے۔ اسی بیماری میں ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ آپ وعدہ کریں کہ اگر میری وفات ہوگئی تو آپ میری نعش قادیان پہنچا دیں گے۔ بابو صاحب کے تکرار پر مَیں نے عرض کیا کہ اگر خدانخواستہ ایسا ہُوا تو مَیں وعدہ کرتا ہُوں کہ انشاء اللہ آپ کی نعش قادیان پہنچانے کی پوری کوشش کروں گا۔ پھر خاکسار نے ان کو کہا کہ گیارہ سال کے بعد ہم نے صد سالہ جوبلی منانی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ہماری دُعا ہے کہ وہ آپ کو جُوبلی دیکھنے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالےٰ نے مرحوم کی دُعاؤں کو اور تمناؤں کو قبول فرمایا۔ بابو صاحب صحت یاب ہوئے اور احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہو کر ہی اللہ کو پیارے ہوئے۔

بعد ازاں خاکسار کا تبادلہ سری نگر اور پھر بمبئی ہوگیا۔ وہاں سے خاکسار کو بیرونِ ملک تبلیغی فرائض انجام دینے کے لئے جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور خاکسار ۸ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو واپس رخصت پر قادیان آیا۔ بعد ازاں اپنے سسرال بھدرواہ گیا۔ ۱۳ر نومبر رات گئے جموں پہنچا اور یہ خیال تھا کہ ۱۴ر نومبر کو بابو صاحب سے ایک لمبے عرصے کے بعد ملاقات کروں گا۔ مگر ـــ ۱۴ر نومبر کی صبح کو مکرم مولوی فاروق احمد صاحب مبلغ سلسلہ جموں خاکسار کے ہم زلف خورشید احمد صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور یہ افسوسناک خبر سُنائی کہ بابو صاحب اِس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ کلّ مَن علیھا فان۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ قادیان نے بابو صاحب کی نعش کو قادیان بھجوانے کے لئے ہدایات مولوی فاروق احمد صاحب کو بھجوائی ہوئی تھیں۔ چنانچہ انتظامات مکمل کروائے گئے۔ بعض رشتہ داروں نے موقعہ پر بعض رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بھی سمجھانے کے بعد خاموش ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ بارہ سال کے طویل عرصہ کے بعد خاکسار ایک دِن کے لئے جموں میں ٹھہرا۔ اور اسی روز بابو صاحب فوت ہوگئے اور اِس طرح خاکسار کو بھی لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے والی مثال کی طرح اپنا وعدہ پُورا کرنے کی توفیق مل گئی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

۱۴ر نومبر کی شام کو ہی مولوی فاروق احمد صاحب محمد افضل صاحب ابن بابو صاحب۔ ذوالفقار پال صاحب۔ علی محمد صاحب آسنور۔ نعش کو لے کر قادیان پہنچ گئے۔ دوسرے روز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دُعا کروائی۔

بابو صاحب مرحوم کی اہلیہ ان کی وفات سے بہت پہلے وفات پا چکی تھیں۔ وفات کے وقت مرحوم نے اپنے پیچھے دو لڑکے اور دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ بڑے لڑکے محمد یُونس شادی شدہ ہیں۔ بڑی بیٹی اقبال بیگم صاحبہ محمود احمد صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔ چھوٹی بیٹی پروین اختر صاحبہ ذوالفقار پال صاحب سے بیاہی ہیں۔ چھوٹے بیٹے محمد افضل صاحب فی الحال غیر شادی شدہ ہیں۔

بابو صاحب مرحوم کی اَولاد خاص طور پر دُعاؤں کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بابو صاحب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔ ؎

اَے خدا بر تربتِ اُو
بارشِ رحمت ببار

خاکسار
محمد حمید کوثر مبلغِ سلسلہ

● ـــ محترم پیر مبارک احمد صاحب انجینئر بھدرواہ (علیگ) سے بابو صاحب مرحوم کی نیکی، تقویٰ اور دُعاؤں کی قبولیت کے چشم دید حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ تقسیم ملک سے قبل مرحوم گورنمنٹ اور پرائیویٹ اداروں میں ملازم رہے۔ بعدہٗ محکمۂ صنعت کے عہدے پر فائز رہے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہونے کے بعد دینی خدمات میں مصروف رہے۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

وِلادت

برادرم مکرم شفیع احمد صاحب غوری کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲ر اپریل ۹۱ء کو دُوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للّٰہ۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "شکیل احمد غوری" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریکِ وقفِ نَو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم محمد امام صاحب غوری حیدر آباد کا پوتا اور مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی مرحوم کا نواسہ ہے۔

احبابِ کرام سے نومولود کی صحت وسلامتی درازیٔ عُمر اور نیک وصالح اور خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار:- محمد انعام غوری قادیان

شادی خانہ آبادی ـــــ اور ـــــ امتحان میں کامیابی

نفوس و اموال میں برکت

عزیزم مکرم سیّد خالد احمد صاحب کینیڈا نے بذریعہ ڈرافٹ ایک رقم بھجواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

" میرے چھوٹے بھائی سیّد رفیع احمد سلمہٗ نے پچھلے سال کمپیوٹر سائنس میں فلوریڈا یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر پچھلے سال ہی ان کی شادی ٹرانٹو کینیڈا کے ایک بزرگ عبد المجید صاحب بھٹی کی صاحبزادی عزیزہ رُوحی سلمہا سے ہوئی۔ الحمد للہ تقریباً پچھلے ایک سال سے رفیع احمد سلمہٗ کیلی فورنیہ امریکہ میں NFW — LITPACKARD کمپنی والوں کے ساتھ ان کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔"

اِس سلسلہ میں سیّد خالد احمد صاحب نے مبلغ پانصد روپے بھجواتے ہوئے درخواستِ دُعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس شادی اور ملازمت کو بہت مبارک اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

اِسی طرح -/۶۷ روپے بطور صدقہ بھجواتے ہُوئے اپنی چھوٹی بچّی عاصمہ سلمہا جو حضور انور کی تحریک " وقفِ نو " میں شامل ہیں اور پیدائشی طور پر ان کی ٹانگیں کمزور ہیں۔ زیرِ علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی افاقہ بھی ہے، بچّی کی صحتِ کاملہ کے لئے خصوصی درخواستِ دُعا ہے۔

یہ خاندان دراصل مظفر پُور بہار سے تعلق رکھتا ہے۔ راقم الحروف جب بہار میں مبلّغ تھا اُس وقت سے اِس خاندان سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات قائم ہیں۔ یہ خاندان درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابہ کرام حضرت سیّد ارادت حسین صاحبؓ اور حضرت سیّد وزارت حسین رضی اللہ عنہما کے خاندان کا ہی ایک حصّہ ہے۔ یہ لوگ حضرت سیّد وزارت حسین صاحبؓ کے نواسے اور محترم سیّد فضل احمد صاحب آئی جی (ریٹائرڈ) پٹنہ کے بھانجے ہیں۔ اور محترم سیّد غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم کے تینوں صاحبزادے ہیں جو متقی اور دُعا گو خود دار احمدی تھے کچھ عرصہ قبل وفات پاچکے ہیں۔ اور بہشتی مقبرہ قادیان میں اِستراحت فرما رہے ہیں۔

بدر

خالد صاحب موصوف اسی ڈرافٹ میں اپنا اور اپنے بڑے بھائی صاحب کی جانب سے چندہ " بدر " بھجواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

" آپ نے جو " بدر " کے ذریعہ ہم جیسے لوگوں پر احسان فرمایا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو دیتا چلا جائے گا۔ میں ہر نماز میں آپ کے لئے اور آپ کے اہلِ خانہ کے لئے باضابطہ دُعائیں کرتا ہُوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔"

پیارے خالد صاحب ! یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے ورنہ من آنم کہ من دانم البتہ آپ کی لگاتار دُعاؤں سے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل وعیال کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاءِ مبارک کے مطابق تا دیر احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نفوس و اموال

بہرحال یہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابہ کرام کے ایک بہت بڑے خاندان کا ایک حصّہ ہے۔ یہ پُورا خاندان صُوبہ بہار، اور ہندوستان کے علاوہ دُنیا کے بہت سے ممالک میں بڑی عزت و وقار کے ساتھ پھیل گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اِس الہام کا پُورا پُورا مصداق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ :-

" میں تیرے خالص اور دِلی محبّوں کے گروہ کو بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دُونگا۔"

(تذکرہ)

درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس خاندان کو مزید رُوحانی جسمانی ترقیات سے نوازے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا ہی خوب فرماتے ہیں ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(ایڈیٹر)

بدر کی توسیعِ اشاعت

آپ کا قومی فریضہ ہے (مینیجر بدر)

خصُوصی درخواستِ دُعا

(۱) ـ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۴ رتا ۱۰ ر اپریل ۱۹۹۱ء امرتسر میں محترمہ آپا جان سیدہ امۃ القدوس صاحبہ کے آنکھ کے آپریشن کی وجہ سے قیام پذیر رہے۔ آنکھ کے تین پیچیدہ آپریشن ہوئے جو بحمد اللہ کامیاب رہے۔ کامل صحت اور نظر کی بحالی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۲) ـ محترم صاحبزادہ صاحب کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ کو زچگی کے بعد اب راولپنڈی کے ہسپتال میں لے جایا گیا ہے۔ ٹیسٹ ہونے پر معلوم ہُوا کہ یرقان ہونے پر جگر کی خرابی کی انفیکشن خون پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ہسپتال میں داخلہ ضروری ہے۔ عزیزہ کے میاں محترم ڈاکٹر سید منیب احمد صاحب راولپنڈی ہی میں متعین ہیں۔

ان مریضان کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار
محمود احمد عارف

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF:- 6348179
RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT, GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY — 800099.

اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ
(ترجمہ)
عملوں کا دارومدار انجام پر ہے
ارشادِ نبوی ؐ
منجانب :- پرویز احمد بمبئی

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
۱۶ ـ مینگولین ـ کلکتہ ـ ۷۰۰۰۰۱

" ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں "
(کشتی نوح)
AKR ®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں :
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز ـ کلکتہ ـ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر :-
۴۳ — ۴۰۲۸ — ۵۱۳۷ — ۵۲۰۶

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء رجسٹرڈ نمبر پی / جی ڈی پی ـ ۲۳